

بلوچستان صوبائی اسمبلی کی کارروائی

اجلاس منعقدہ 13 مئی 1997ء مطابق 5 محرم الحرام 1418 ہجری (بروز منگل)

صفحہ نمبر	فہرست	نمبر شمار
۱	آغاز تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۱
۲	دعائے مغفرت	۲
۲	وقفہ سوالات	۳
۴۱	رخصت کی درخواستیں	۴
۴۱	تحریک التواء نمبر 15 منجانب اسد اللہ بلوچ اور میر جان محمد خان جمالی	۵
۴۸	تحریک التواء نمبر 14 منجانب عبدالرحیم مندوخیل اور مصطفیٰ خان ترین	۶
۵۳	تحریک التواء نمبر 17 منجانب ملک سرور خان کاکڑ	۷
۵۹	تحریک مجالس ایوان کے بارے میں (تحریک واپس لے لی گئی)	۸

چوتھا اجلاس

سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا چوتھا اجلاس مورثہ ۱۳ مئی ۱۹۹۷ء بمطابق ۵ محرم الحرام
۱۳۱۸ ہجری (بروز منگل) بوقت عین بجکر چالیس منٹ پر (سہ پہر) زیرِ صدارت جناب میر
عبدالجبار خان ۱۰ سپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کونسل میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

قُلْ يٰۤاَعْبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ
يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْعَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

ترجمہ ! آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو ! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے۔ اللہ کی
رحمت سے مایوس نہ ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سارے گناہ معاف کر دے گا۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا
ہے اور بڑا رحم کرنے والا ہے۔ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ۝

دعائے مغفرت

میر جان محمد خان جمالی اس سے پہلے کہ سوالات کی کارروائی شروع ہو ایک تعزیتی قرارداد تھی ایران کے زلزلے کے بارے میں اور ہزاروں بے گھر مسلمان بھائیوں کے لیے اگر تعزیت کی جائے تو اس میں میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں۔

جناب اسپیکر جناب میرے پاس یہ تعزیتی قرارداد آئی ہے مولانا صاحب دعا فرمائیے
(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر وقفہ سوالات۔ سوال نمبر ۴۴ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل

۴۴ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل

کیا وزیر کھیل و ثقافت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ کھیل و ثقافت کے انتظامی آفیسران و دیگر اسٹاف کے نام بمعہ گریڈ اور ضلع رہائش کی تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ محکمہ کے تحت صوبہ کے کن کن اضلاع میں کس نوعیت کے کون کون سے ادارے کہاں کہاں قائم ہیں نیز ان اداروں میں تعینات آفیسران و دیگر اسٹاف کے ملازمین کے ناموں کی بمعہ گریڈ اور ضلع رہائش کی تفصیل بھی دی جائے۔

مولوی امیر زمان برائے وزیر کھیل و ثقافت

اسٹاف ڈائریکٹر آف اسپورٹس بلوچستان کونڈ۔

سیریل نمبر آفیسر اہلکار عمدہ گریڈ ڈائریکٹریٹ آف اسپورٹس جائے تعیناتی

بلوچستان

ر عاصم رشید درانی ڈائریکٹر اسپورٹس بلوچستان B.P.S.19 ڈائریکٹریٹ آف اسپورٹس کونڈ

ایوب اسٹیڈیم کونڈ

م ڈاکٹر قاسم بلوچ ڈپٹی ڈائریکٹر اسپورٹس B.P.S.18 ایضاً کونڈ

سیریل نمبر آفسر/انچارج عہدہ گریڈ ڈائریکٹریٹ آف سپورٹس جائے تعیناتی

محمد اسلم اسسٹنٹ ڈائریکٹر B.P.S. 17 ڈائریکٹر آف سپورٹس کونڈ

چیکیکل ایوب سٹیڈیم کونڈ کونڈ

سر کاظم علی آفس سپرنٹنڈنٹ B.P.S. 16 ایضاً کونڈ

ح طارق حسین سکوائش کوچ B.P.S. 16 ایضاً کونڈ

سید نعیم اختر ہاکی کوچ B.P.S. 16 ایضاً کونڈ

سید راشد رضا کرکٹ کوچ B.P.S. 16 ایضاً کونڈ

سید ولایت حسین اکلانٹ آفسر B.P.S. 16 ایضاً کونڈ

محمد ہاشم فٹبال کوچ B.P.S. 15 ایضاً کونڈ

جیل احمد فٹبال کوچ B.P.S. 15 ایضاً کونڈ

شکیل احمد گالف کوچ B.P.S. 15 ایضاً کونڈ

گالف کونڈ کونڈ

شگفتہ رشید ہاکی کوچ (نوائین) B.P.S. 11 ایضاً ڈپوٹیشن (B.R.S.P.) برائے 2 سال

محمد یوسف بلوچ سینئر سپورٹس سپروائزر B.P.S. 15 ایضاً کونڈ

ظلام حسین عمرانی آفس اسسٹنٹ B.P.S. 11 ایضاً کونڈ

مرزا حسین جونیئر کلرک B.P.S. 7 ڈائریکٹریٹ سپورٹس انسپکٹ سیکرٹری

سپورٹس بلوچستان

صادق علی آفس اسسٹنٹ B.P.S. 11 ایضاً کونڈ

عبدالعزیز کرد الیکٹریشن B.P.S. 8 ایضاً کونڈ

عبدالخالق ٹیوب ویل آپریٹر B.P.S. 6 ایضاً کونڈ

محمد اسلم نائب قاصد B.P.S. 2 ایضاً کونڈ

عبدالحمید نائب قاصد B.P.S. 1 ایضاً کونڈ

محمد ابراہیم نائب قاصد B.P.S. 1 ایضاً کونڈ

ایضاً	ایضاً	B.P.S.1	نائب قاصد	۲۲ محمد یاسین
ایضاً	ایضاً	B.P.S.1	نائب قاصد	۲۳ شفیع محمد
ایضاً	ایضاً	B.P.S.1	مالی	۲۴ محمد امین
سیکرٹری سپورٹس کونٹہ	ایضاً	B.P.S.1	مالی	۲۵ عبدالقیوم
کونٹہ	ایضاً	B.P.S.1	مالی	۲۶ حفیظہ اللہ
کسیپی بیگ فٹبال	ایضاً	B.P.S.1	چوکیدار	۲۷ بجالی خان
گراؤنڈ سراب				
ایوب اسٹیڈیم کونٹہ	ایضاً	B.P.S.1	چوکیدار	۲۸ عبدالغنی
ایضاً	ایضاً	B.P.S.1	چوکیدار	۲۹ عبدالرشید
ایضاً	ایضاً	B.P.S.1	چوکیدار	۳۰ تاج محمد
کونٹہ	کونٹہ	B.P.S.1	چوکیدار	۳۱ محمد عیسیٰ
ایضاً	ایضاً	B.P.S.1	چوکیدار	۳۲ علی محمد
سیکرٹری آفس ایوب اسٹیڈیم	ڈائریکٹریٹ آف سپورٹس بلوچستان	B.P.S.1	چوکیدار	۳۳ محمد رفیق
ایضاً	ایضاً	B.P.S.1	چوکیدار	۳۴ محمد رحیم
ایضاً	ایضاً	B.P.S.1	چوکیدار	۳۵ عزیز الدین
ایضاً	ایضاً	B.P.S.1	چوکیدار	۳۶ اُمید خان
کرکٹ گراؤنڈ کونٹہ	ایضاً	B.P.S.1	چوکیدار	۳۷ محمد خان
کرکٹ گراؤنڈ کونٹہ	ایضاً	B.P.S.1	گراؤنڈ مین	۳۸ محمد شفیع

(ب) کونٹہ ڈویژن

۱۔ منظور احمد کاکڑ ڈویژنل سپورٹس آفیسر B.P.S.16 کونٹہ کونٹہ

کونٹہ ڈویژن کونٹہ

کوئٹہ	کوئٹہ	B.P.S. 11	اسپورٹس سپروائزر	سر محمد ادریس
کوئٹہ	کوئٹہ	B.P.S. 7	جونیئر کلرک	سر شکیل احمد
کوئٹہ	کوئٹہ	B.P.S. 1	نائب قاصد	سر جاوید حسین

سی ڈویژن

سر عبدالسلام کاکڑ ڈویژنل اسپورٹس آفیسر B.P.S. 16 سی

سی ڈویژن

سی	سی	B.P.S. 11	اسپورٹس سپروائزر	سر عاشق علی
سی	سی	B.P.S. 5	جونیئر کلرک	سر سرگل
سی	سی	B.P.S. 1	چوکیدار	سر محمد یحیٰوی
سی	سی	B.P.S. 1	نائب قاصد	سر علی حسین

قلات ڈویژن

سریرل نمبر آفیسر / اہلکار عمدہ گریڈ ڈویژنل اسپورٹس آفیسر جائے تعیناتی

سر ناصر عزیز کرد ڈویژنل اسپورٹس آفیسر B.P.S. 16 قلات خضدار

قلات ایٹ خضدار

قلات	قلات	B.P.S. 11	اسپورٹس سپروائزر	سر عبدالغفور
قلات	قلات	B.P.S. 7	جونیئر کلرک	سر شہاب اللہ
قلات	قلات	B.P.S. 1	نائب قاصد	سر نذر محمد
قلات اسٹیڈیم	قلات	B.P.S. 1	چوکیدار	سر محمد ہاشم
مستونگ اسٹیڈیم	قلات	B.P.S. 1	چوکیدار	سر محمد ابراہیم
بیلہ اسٹیڈیم	قلات	B.P.S. 1	چوکیدار	سر گل حسن

نصیر آباد ڈویژن

اوسہ محمد	نصیر آباد	B.P.S. 16	ڈویژنل اسپورٹس آفیسر	سر عبدالکریم
			نصیر آباد	
اوسہ محمد	نصیر آباد	B.P.S. 11	اسپورٹس سپروائزر	سر فیروز علی
اوسہ محمد	نصیر آباد	B.P.S. 5	جونیئر کلرک	سر محمد رمضان
اوسہ محمد	نصیر آباد	B.P.S. 1	ٹائپ قاصد	سر میران بخش
اوسہ محمد	نصیر آباد	B.P.S. 1	چوکیدار	سر عاشق علی
اوسہ محمد	نصیر آباد	B.P.S. 1	چوکیدار	سر امداد حسین
اوسہ محمد	نصیر آباد	B.P.S. 1	چوکیدار	سر عبدالستار

مکران ڈویژن

ترت	مکران	B.P.S. 16	ڈویژنل اسپورٹس آفیسر	سر غالب آسی
			مکران ڈویژن	
ترت	مکران	B.P.S. 11	اسپورٹس سپروائزر	سر حضور بخش
ترت	مکران	B.P.S. 5	جونیئر کلرک	سر محمد اختر
ترت	مکران	B.P.S. 1	چوکیدار	سر عبدالغفور

ژوب ڈویژن

لورالائی	ژوب	B.P.S. 16	ڈویژنل اسپورٹس آفیسر	سر عبدالحئی
			ژوب ایٹ لورالائی	
لورالائی	ژوب	B.P.S. 11	اسپورٹس سپروائزر	سر سید گلبرگ اللہ شاہ
لورالائی	ژوب	B.P.S. 5	جونیئر کلرک	سر نیاز محمد
لورالائی	ژوب	B.P.S. 1	چوکیدار	سر خان جان
لورالائی	ژوب	B.P.S. 1	چوکیدار	سر اعظم جان

میر عبدالکریم نوشیروانی جناب اسپیکر! کسی آفیسر کو کنٹریکٹ بیس پر بھرتی نہیں کرنا چاہیے گورنمنٹ کے رولز میں لیکن اس کو دوبارہ بھرتی کیا گیا ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان جن کے ہاتھوں میں ڈگریاں ہیں وہ بیروزگار ہیں اور گورنمنٹ officials جبکہ وہ پینشن کے بعد دوبارہ یہ رولز ہے کہ وہ پینشن پہ گزارہ کریں اور دوسرے بیروزگار لوگوں کو موقع ملنا چاہیے۔

جناب اسپیکر ریٹائرڈ گورنمنٹ سرورسٹ دوبارہ آپ contract پر نہیں لے سکتے جناب آپ کا سوال اتنا ہے مولانا صاحب آپ بولیں جواب دے سکتے ہیں نہیں دے سکتے؟

مولانا امیر زمان (سینئر فیسٹر) جناب اسپیکر صاحب یہ عاصم رشید درانی کو پچھلی حکومت نے کنٹریکٹ پہ رکھا ہے اور عین سال کے لیے پھر اس کے بعد نگران حکومت نے اس کو دو سال کے لیے کنٹریکٹ پہ رکھا ہے حالانکہ گزشتہ حکومت کی کاہنہ کا فیصلہ بھی موجود ہے اور میرے خیال میں ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کا فیصلہ بھی موجود ہے تو تمام فیصلوں کو کراس کر کے پچھلی حکومت نے اس کی بے قانونی اور بے ضابطگی کی ہے لہذا ہم اس پر غور کریں گے اور قانونی تقاضے پورے کر دیں گے۔

جناب اسپیکر اگلا سوال۔

۳۵۰ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل

کیا وزیر کھیل و ثقافت ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جولائی ۱۹۹۰ء سے اب تک صوبہ میں محکمہ کے زیر تحت مکمل شدہ ۱۰ زیر تکمیل اور زیر تجویز مختلف پراجیکٹس / اسکیموں اور منصوبہ جات کی کل تعداد، نوعیت نیز ان پراجیکٹس / اسکیموں منصوبہ جات کے لئے مختص شدہ تخمینہ لاگت اور ان پر خرچ شدہ رقم کی علیحدہ علیحدہ ضلع وار تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ بالا مکمل شدہ پراجیکٹس / اسکیموں / منصوبہ جات کی تاریخ تکمیل نیز زیر تکمیل پراجیکٹس کی اب تک مکمل نہ ہونے کی وجہ اور ان پر خرچ شدہ رقم، مرحلہ کام اور نوعیت

فنڈز وغیرہ کی پراجیکٹس / اسکیم اور منصوبہ وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں ؟

مولانا امیر زمان برائے وزیر کھیل و ثقافت

(الف) یکم جولائی ۱۹۹۰ء سے اب تک صوبہ میں محکمہ کھیل و ثقافت و سیاحت کے زیرِ تحت مکمل شدہ / زیرِ تکمیل اور زیرِ تجویز مختلف پراجیکٹس / اسکیمیں اور منصوبہ جات کی کل تعداد نوعیت اور ان کے لئے مختص شدہ تخمینہ لاگت وغیرہ کی تفصیل درج ذیل ہے :-

نمبر شمارہ پراجیکٹس / اسکیم ضلع سال تکمیل لاگت دیگر تفصیلات

۱۔ جہاز موسیٰ باکی گراؤنڈ کی تعمیر کوئٹہ ۱۹۹۰ء ۵۰۰ ملین منصوبہ مکمل ہو چکا ہے
 ۲۔ لورالائی میں اسٹیڈیم کی تعمیر لورالائی ۱۹۹۱ء ۱۰۲۰۰ ملین ایضاً
 ۳۔ ایوب اسٹیڈیم میں ٹیبل ٹینس کوئٹہ ۱۹۹۱ء ۲۰۸۴۴ ملین ایضاً
 بال کی تعمیر

۴۔ کسپی بیگ میں گراؤنڈ کی تعمیر کوئٹہ ۱۹۹۲ء ۲۰۸۰۰ ملین ایضاً

۵۔ سکواش کورٹ کی تعمیر کوئٹہ ۱۹۹۳ء ۰۰۳۰۰ ملین ایضاً

۶۔ دابلنڈین میں گراؤنڈ کی تعمیر چاغی ۱۹۹۳ء ۰۰۹۹۳ ملین ایضاً

۷۔ انٹرنیشنل فائرنگ رینج کی تعمیر کوئٹہ ۱۹۹۵ء ۲۰۵۰۰ ملین ایضاً

۸۔ سبی میں اسٹیڈیم کی تعمیر سبی ۱۹۹۵ء ۶۰۲۰۰ ملین ایضاً

۹۔ قلات میں اسٹیڈیم کی تعمیر قلات ۱۹۹۵ء ۵۰۲۶۳ ملین ایضاً

۱۰۔ تربت میں اسٹیڈیم کی تعمیر تربت ۱۹۹۶ء ۵۰۱۵۰ ملین ایضاً

۱۱۔ نواب محمد اکبر خان بگٹی کرکٹ کوئٹہ ۱۹۹۶ء ۹۰۰۰۰ ملین ایضاً

اسٹیڈیم کی تعمیر

۱۲۔ اوستہ محمد میں اسٹیڈیم کی تعمیر اوستہ محمد ۱۹۹۶ء ۳۰۸۳۳ ملین ایضاً

۱۳۔ ڈیرہ اللہ یار میں اسٹیڈیم کی تعمیر ڈیرہ اللہ یار ۱۹۹۶ء ۳۰۵۵۹ ملین ایضاً

۱۴۔ ژوب میں اسٹیڈیم کی تعمیر ژوب ۱۹۹۶ء ۳۰۹۳۳ ملین ایضاً

- ۱۵۔ بیلہ میں اسٹیڈیم کی تعمیر بیلہ ۱۹۹۶ء ۲۱۳ء ۵ ملین منصوبہ مکمل ہو چکا ہے
- ۱۶۔ مستونگ میں اسٹیڈیم کی تعمیر مستونگ ۱۹۹۷ء ۳۰۰ء ۱۱ ملین ایضاً
- ۱۷۔ گڈانی میں سیاحوں کیلئے بیلہ ۱۹۹۷ء ۵۹۷ء ۳ ملین ایضاً
- ریٹ ہاؤس کی تعمیر
- ۱۸۔ گوادر میں سیاحوں کیلئے گوادر ۱۹۹۲ء ۵۰۰ء ۳ ملین ایضاً
- ریٹ ہاؤس کی تعمیر
- ۱۹۔ ڈیرہ مراد جمالی میں سیاحوں ڈیرہ مراد جمالی ۱۹۹۲ء ۵۰۰ء ۲ ملین ایضاً
- کیلئے ریٹ ہاؤس کی تعمیر
- ۲۰۔ زیارت میں سیاحوں کیلئے زیارت ۱۹۹۲ء ۵۰۰ء ۲ ملین ایضاً
- ریٹ ہاؤس کی تعمیر
- ۲۱۔ لورالائی میں ریٹ ہاؤس کی تعمیر لورالائی ۱۹۹۳ء ۲۱۳ء ۲ ملین ایضاً
- ۲۲۔ قشتان میں سیاحوں کیلئے قشتان چاغی ۱۹۹۵ء ۵۰۰ء ۱ ملین ایضاً
- ریٹ ہاؤس کی تعمیر
- ۲۳۔ بند خوشدل خان میں پشین ۱۹۹۵ء ۲۵۰ء ۱ ملین ایضاً
- سیاحت کی سہولیات کی فراہمی کے اقدامات
- ۲۴۔ مرگڑھ میں سیاحوں کیلئے بولان ۱۹۹۶ء ۵۰۰ء ۵ ملین ایضاً
- ریٹ ہاؤس کی تعمیر
- ۲۵۔ دابلندین میں سیاحوں چاغی ۱۹۹۶ء ۳۰۰ء ۳ ملین ایضاً
- کیلئے موٹل کی تعمیر

(ب) مندرجہ بالا پراجیکٹس / اسکیم تمام کے تمام بالکل مکمل ہو چکے ہیں اور ان تمام اسکیموں کے لئے مختص شدہ رقم بھی خرچ ہو چکی ہے۔

جناب اسپیکر سوال نمبر ۳۵ عبدالرحیم خان مندوخیل

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) جواب کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل جناب میرا ضمنی سوال ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ صحیح ہے کہ کچلاک کے لیے ایک اسٹیڈیم بنانے کا فیصلہ تھا اور ابھی تک نہیں بنا۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) خان صاحب کچلاک کا مسئلہ یہاں تفصیل میں نہیں ہے معلوم کر کے بتا دیجئے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل جناب میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے یہ جو ہے اس میں جناب والا اس میں پوری tourism کا محکمہ بھی ہے یہ جو جوابات آئے ہیں اس حوالے سے پوچھ رہا ہوں یہ صحیح ہے کہ زیارت ڈیولپمنٹ اتھارٹی بنی تھی اور اس کے لیے سینتیس کروڑ روپے منظور ہوئے تھے اب جو ہے اس کا کام ختم کر دیا گیا ہے۔

جناب اسپیکر یہ تو میرے خیال میں ایک fresh question بنا ایک مکمل اطلاع چاہیے اس چیز کے لیے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل جناب والا! اگر آپ ذرا توجہ سے دیکھیں میرا سوال یہ ہے کہ یکم جولائی ۱۹۹۰ء سے ابھی تک صوبے میں محکمہ کھیل، ثقافت و سیاحت کے زیرِ تحت مکمل شدہ زیرِ تکمیل زیرِ جوڑ مختلف پراجیکٹس اسکیمیں اور منصوبہ جات کی کل تعداد اور نوعیت زیارت ڈیولپمنٹ اتھارٹیز سیاحت سب سے اہم منصوبہ رہا ہے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ زیارت کے لیے ڈیولپمنٹ اتھارٹی بنی تھی سیاحت کے لیے اور اس کے لیے رقم بھی منظور ہوئی تھی اور اس کا کام بھی شروع ہوا اور اس کے بعد وہ روک دیا گیا ہے کیوں؟

مولانا امیر زمان (سینئر منسٹر) جناب اسپیکر! چونکہ اس سوال کا اس کے ساتھ تعلق بھی نہیں ہے لیکن اس کے علاوہ کچھ وضاحت کرونگا اس طرح کہ گورنر صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنی اور وہ اس کا چیئرمین بھی ہے تو اس کی سربراہی میں کچھ پیسے وہاں پہ خرچ ہوئے پھر گورنر عمران اللہ خان نے اس کام کو بند کر دیا۔ اس کے ساتھ جب ہم نے رابطہ کیا تو

بتوسط مولانا نصیب اللہ صاحب تو اس نے کہا کہ سارے پیسے افسروں کے جیبوں میں جا رہے تھے اور ان کی عیاشیوں پہ خرچ ہو رہے تھے اس لیے میں نے بند کیا ہے اب دوبارہ موجودہ گورنر کے ساتھ ہم نے مولوی نصیب اللہ کے توسط سے رابطہ کیا تو اس نے کہا کہ ہم دوبارہ اس کو شروع کر دینگے اور بند نہیں کرنے دینگے۔ جہاں تک ۔۔۔۔۔

میر عبدالکریم نوشیروانی ضمنی question جناب اسپیکر۔ وزیر موصوف ازراہ کرم یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ افسران کون تھے جو کہ پیسے خرید کر رہے تھے اور ان کی جیبوں میں جا رہے تھے۔ وہ ان کا نام بتا سکتے ہیں؟

جناب اسپیکر اگلا سوال بھی عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب کا ہے۔ سوال نمبر ۳۶۰۔

۳۶۰ عبدالرحیم خان مندوخیل

کیا وزیر اطلاعات و نشریات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جولائی ۱۹۹۰ء سے اب تک صوبہ میں محکمہ کے زیرِ تحت مکمل شدہ، زیرِ تکمیل اور زیرِ جوئے مختلف پراجیکٹس / اسکیموں اور منصوبہ جات کی کل تعداد نوعیت نیز پراجیکٹس / اسکیموں / منصوبہ جات کیلئے مختص شدہ تخمینہ لاگت اور ان پر خرچ شدہ رقم کی علیحدہ علیحدہ ضلع وار تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ بالا مکمل شدہ پراجیکٹس / اسکیموں / منصوبہ جات کی تاریخ تکمیل، نیز زیرِ تکمیل پراجیکٹس کی اب تک مکمل نہ ہونے کی وجہ اور ان پر خرچ شدہ رقم، مرحلہ کام اور نوعیت فنڈز وغیرہ کی پراجیکٹ / اسکیم اور منصوبہ وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

مولوی امیر زمان برائے وزیر اطلاعات و نشریات

(الف) یکم جولائی سے اب تک محکمہ اطلاعات کے تحت صرف ایک اسکیم بنام Production

سال of Documentary Film and illustrate Book on Balochistan

۱۹۹۱-۹۲ء میں منظور ہوئی تھی۔ جس کے لئے مبلغ پچاس لاکھ (۵۰۰۰۰۰۰۰ روپے) مختص کئے

گئے تھے۔ یہ رقم ۳۰ جون ۱۹۹۲ء کو نکلا کر سیکرٹری اطلاعات کے سرکاری اکاؤنٹ (نی ایل

اے میں جمع کرا دی گئی تھی۔ جبکہ اس اسکیم پر خرچ اگلے مالی سال یعنی ۱۹۹۲-۹۳ء میں کیا گیا جس کی تفصیل ذیل ہے۔

۱۷۰۴۳۰۰۰۰

۱۔ فلی ایکوسنڈ آڈیو ویڈیو سینما وین

۱۳۰۰۰۰۰۰۰

۲۔ ٹویوٹا سرف وین برائے ڈاکومنٹری فلم

۹۰۳۹۰۲۰۰

۳۔ آلات فلم بندی

۳۹۰۳۰۲۰۰

ا ب (مذکورہ بالا اسکیم کا دوسرا حصہ مکمل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ با تصویر کتابچہ ضروری سہولتیں اور مارکیٹ میں مطلوبہ تکنیکی معیار کی عدم دستیابی کے سبب شائع نہیں کیا جا سکا لہذا باقی رقم یعنی مبلغ ۱۰۰ ۸۶۰ ۸۰۰ روپے جو پہلے ہی سرکاری خزانے میں تھی، استعمال نہیں کی گئی اور اس سلسلہ میں محکمہ خزانہ نے کوئٹہ ٹریڈری کو ضروری ہدایات جاری کر دی تھیں۔ اندر میں حالات بلوچستان پر با تصویر کتابچے کی اشاعت ترک کر دی گئی۔

جناب اسپیکر سوال نمبر ۳۶۔ عبدالرحیم خان مندوخیل کا سوال ہے کوئی ضمنی سوال۔
عبدالرحیم خان مندوخیل جناب والا! یہاں (الف) جزو جواب میں کہا گیا ہے کہ یکم جولائی سے محکمہ اطلاعات کے تحت صرف ایک اسکیم سال ۱۹۹۱-۹۲ء میں منظور ہوئی۔ ہر صورت اس پر کچھ رقم خرچ کی گئی ہے۔ کوئی ۳۹ لاکھ اور اس کیلئے سامان خریدا گیا ہے آلات فلم بندی اور دوسرے۔ میں اس کے متعلق یہ پوچھوں گا کہ یہ ۱۹۹۳-۹۲ء میں خرچ کیا گیا ہے اب تک کوئی فلم بنایا گیا ہے یا سامان بھی یا آلات ایسے ہی بیکار پڑے ہوئے ہیں۔ اور اگر بیکار پڑا ہے تو کیوں؟ صفحہ ۱۱ جس مقصد کے لئے خریدا ہے فلم بنایا ہے سامان بیکار کیوں پڑا ہے۔ جناب اسپیکر! ایک دین ہے اور آلات فلم بندی۔

مولانا امیر زمان (سینئر وزیر) اس میں فلم ہے گاڑی ہے آپ کا مطلب ہے بیکار

کیوں پڑے ہیں۔

سرور محمد اختر مینگل (قائد ایوان) جب میں خود اپوزیشن میں تھا یہ بالکل سوال میں نے کیا تھا۔ اس وقت اس چیز کی ضرورت نہیں تھی جس وقت خریدا گیا۔ ضرورت نہیں تھی۔ اس وقت کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ ۱۹۹۳ء سے جب یہ خریدا گیا اور اس کو استعمال نہیں کیا گیا۔ اس کی ہم انکواری کر کے کہ یہ کیوں خریدا گیا۔ کون ذمہ دار ہے۔ اس کے خلاف انکواری کی جائے گی۔

عبدالرحیم خان مندوخیل جناب میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارا صوبہ بڑا پسماندہ ہے اس میں سیاحت کے لئے اس میں پرندے دوسرے نچھل چیزیں تو ہمارے سیاسی حالات سماجی حالات دوسرے اس پر تو ڈاکومنٹری بن سکتی ہے۔ یعنی اس کو استعمال میں لایا جا سکتا ہے اگر کوئی لانا چاہے وہ خود کہتے ہیں کہ دنیا کے لوگ اپنے ملکوں کے بارے میں بناتے ہیں تاکہ دنیا کے لوگ یہ جان سکیں۔ کہ کیا ہے کونسا ملک ہے کونسا صوبہ ہے؟ اس کے سماجی حالات کیا ہیں جغرافیائی حالات کیا ہیں۔ ضرورت کیا ہے۔ میں عرض کر رہا ہوں۔ آئندہ کے لئے آپ کیا اس کو استعمال کریں گے۔ ڈاکومنٹری فلم بنانے کی۔۔۔

میر عبدالکریم نوشیروانی جناب ایک اور اس طرح کا مسئلہ ہے سول ہسپتال میں کروڑوں روپے کی ایک لیزر مشین بیکار پڑی ہوئی ہے اس کو بھی استعمال کریں۔ یہ اہم مسئلہ ہے اسکی بھی انکواری کریں۔

جناب اسپیکر کریم نوشیروانی بیٹھ جاؤ۔ پہلے اس کا تو جواب آنے دو۔

۴۷ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل

کیا وزیر اطلاعات و نشریات ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔۔

(الف) محکمہ اطلاعات و نشریات کے انتظامی آفیسران کے نام بمعہ گریڈ اور ضلع رہائش کی تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ محکمہ کے تحت صوبہ کے رکن کن اضلاع میں کس نوعیت کے کون کون سے ادارے

کہاں کہاں قائم ہیں۔ نیز ان اداروں میں تعینات آفسران کے ناموں کی بمعہ گریڈ اور ضلع رہائش کی تفصیل بھی دی جائے۔

وزیر اطلاعات و نشریات

(الف) محکمہ ہذا کے سربراہ شجاع احمد زیدی ہیں جن کا گریڈ ۱۹ بی (موو اوور ہے) ضلع کوئٹہ کے رہائشی ہیں۔

(ب) محکمہ ہذا کے صوبے میں چھ ڈویژنوں میں ڈویژنل انفارمیشن آفسرز کام کر رہے ہیں۔

کوئٹہ ڈویژن میں ممتاز ترین گریڈ ۱۷ بی کوئٹہ کا رہائشی ہے۔

سبی ڈویژن میں نذیر احمد شاہ ۱۷ بی ضلع کچی کا رہائشی ہے۔

خضدار ڈویژن میں صباح الدین ۱۷ بی ضلع کوئٹہ کا رہائشی ہے۔

نصیر آباد ڈویژن میں نصر اللہ خان ۱۷ بی پشین کا رہائشی ہے۔

لورالائی ڈویژن میں فیض محمد کھیران ۱۷ بی بارکھان کا رہائشی ہے۔

مکران ڈویژن میں جاوید حسین بلوچ (مرحوم) ۱۷ بی تعینات تھا۔ جسے قتل کر دیا گیا

تھا۔ اس کے بعد سے جگہ خالی ہے

جاوید حسین مکران ڈویژن کا

رہائشی تھا۔

جناب اسپیکر سوال نمبر ۴۷ کوئی ضمنی سوال۔

عبدالرحیم خان مندوخیل جناب اسپیکر! اس میں ڈائریکٹریٹ کے افسران ڈائریکٹر

وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ پی آر او کی اس میں لسٹ نہیں ہے۔ دوسرے افسران جو اس محکمے

میں ہیں ان کی بھی لسٹ نہیں دی گئی ہے۔ کیوں نہیں دیا گیا ہے کیا وجوہات ہیں؟ نامکمل

جواب۔

جناب اسپیکر کہتے ہیں کہ اور لسٹ آئی تھی کیوں نہیں آئی۔

مولانا امیر زمان (سینئر فیسٹر) جناب اسپیکر پی آر او کی لسٹ نہیں ہے فراہم کر دیجئے

ملک محمد سرور خان کا کڑ جناب اسپیکر، اس نکلے میں بہت سے اور بھی افسران ہیں جو ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں ان کا نام بھی یہاں شامل نہیں ہے تو میں جانتا ہوں جس آدمی کا نام دیا گیا ہے ڈائریکٹر پبلک ریلیشن کا نام دیا گیا ہے شجاع زیدی ہے جس کے بارے میں ہمیں اعتراض ہے کہ شجاع زیدی ریگولر کیڈر کا نہیں ہے۔ اور چونکہ ریگولر کیڈر میں سب سے سینئر آدمی یوسف منصور ہے لہذا اس کو گزشتہ عین چار سالوں سے پروموٹ نہیں کیا جا رہا ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس قسم کا رویہ پشتون افسروں کے خلاف کیوں ہے؟ بہت سینئر ہیں کیڈر میں ہیں اہل ہیں ان کو اس کا حق نہیں دیا جا رہا ہے۔ اس قسم کا سلوک یا ناانصافی کیوں ہو رہی ہے۔ جب ایک پشتون افسر سب سے سینئر ہے اس کو دوسرے جونیئر افسروں سے آگے لائیں اور۔۔۔۔۔ جناب اسپیکر ملک صاحب یہ تو آپ کی سٹیٹمنٹ Statement ہے سوال فرمائیے۔

ملک محمد سرور خان کا کڑ جناب شجاع زیدی ہے ایک فونوگرافر ہے اس کو ڈائریکٹر بنایا گیا ہے جو اٹھارہ گریڈ میں ہے اور جو ۱۹ گریڈ میں بیٹھے ہیں ان کو جو سینئر ہے ان کو نہیں بنایا جا رہا ہے۔ مولانا صاحب کس پوائنٹ آف آرڈر پر ہے پہلے میرے سوال کا جواب تو آنے دیں۔ نوشیروانی کو آپ بٹھا سکتے ہیں ان کو کیوں نہیں۔ پہلے میرے سوال کا جواب آنے دیں پھر ان کا پوائنٹ آف آرڈر سنیں۔

مولانا عبدالواسع جناب پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب جیسا کہ ملک سرور خان کا کڑ نے فرمایا تو انہوں نے بلوچ اور پٹھان کی بات کی میں وہ بات نہیں کر رہا ہوں لیکن جناب اسپیکر یہ موجودہ ڈائریکٹر میرے خیال میں یہاں ریگولر نہیں ہے اور منصور صاحب جو اس کا نمبر ہے تو حق دار کو حق دینا چاہیے میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کب پروموٹ ہو گا۔ وہی سوال ہے لیکن پٹھان اور بلوچ کا سوال نہیں۔

جناب اسپیکر آپ وہی سوال دہرا رہے ہیں۔ قائد ایوان صاحب۔ سردار محمد اختر مینگل (قائد ایوان) جناب اسپیکر صاحب! جب کہتے ہیں بلوچ اور پشتون کا فرق نہیں ہے۔ مگر سرور خان خود جانتا ہے کہ ان کی تقرری کیئر ٹیکر حکومت کے وقت

میں ہوئی تھی۔ وہ لائے تھے۔ بلوچ اور پشتون کا اگر فرق ہے تو انہوں نے کیا ہے میں نے نہیں کیا ہے۔ اور سرور خان صاحب نے کہا کہ ان کو اسکیل کیسے ملا؟ وہ موو اوور میں گریڈ ۱۹ میں ہے۔ منصور کی جو بات کی ہے وہ ۱۸ میں ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ جب ان کی سری بن کر آئے گی اس کی فائل پر یہ نہیں لکھا ہو گا کہ یہ بلوچ ہے پشتون ہے۔ شاید آپ اپنی عینک سے ان کو بلوچ اور پشتون سے دیکھیں میں نے ابھی تک وہ عینک پہنی نہیں ہے کہ میں بلوچ اور پشتون کے فرقے کو دیکھ سکوں۔

جناب اسپیکر ٹھیک ہے۔ اگلا سوال۔

۴۸ جناب عبدالرحیم خان مندوخیل

کیا وزیر بی۔ ڈی۔ اے ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جولائی ۱۹۹۰ء سے اب تک صوبہ میں محکمہ کے زیرِ تحت مکمل شدہ، زیرِ تکمیل اور زیرِ جوڑ مختلف پراجیکٹس / اسکیموں اور منصوبہ جات کی کل تعداد نوعیت نیز ان پراجیکٹس / اسکیموں منصوبہ جات کیلئے مختص شدہ تخمینہ لاگت اور ان پر خرچ شدہ رقم کی علیحدہ علیحدہ ضلع وار تفصیل دی جائے۔

(ب) مذکورہ بالا مکمل شدہ پراجیکٹس / اسکیموں / منصوبہ جات کی تاریخ تکمیل نیز زیرِ تکمیل پراجیکٹس کی اب تک مکمل نہ ہونے کی وجہ اور ان پر خرچ شدہ رقم، مرحلہ کام اور نوعیت فنڈز وغیرہ کی پراجیکٹ / اسکیم اور منصوبہ وار تفصیل سے آگاہ فرمائیں گے؟

وزیر بی۔ ڈی۔ اے

تفصیل انتہائی ضخیم ہے۔ لہذا اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

جناب اسپیکر سوال نمبر ۴۸۔ عبدالرحیم خان مندوخیل کوئی ضمنی سوال ہے؟

عبدالرحیم خان مندوخیل جناب سوال نمبر ۴۸ میں مندرجہ کا جو جواب ملا ہے بی

ڈی اے، فارن بی ایچ پی مندرجہ Foreign B.H.B. Mineral کے درمیان سونے کے تلاش

کی بابت ایک معاہدہ طے پایا۔ جب کانکنی کا فیصلہ ہو جائے گا تو یہ فیصلہ ہوا ہے کہ شیر Share

پر۔ فیصلہ ہوا کہ کانکنی کی صورت میں بی ڈی اے، بی ایچ پی منسٹریل ۵۰ فیصد کا حصہ دار ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ سودا صوبے کے خلاف نہیں ہے۔ سونا برآمد ہو تو کانکنی کے قابل ہو اور اس میں ۵۰ فیصد کسی اور خیر ملک کا ہو۔ بالکل جست اور سیسے کے بارے میں ہے اسکے بارے میں بھی ایک ایگریمنٹ ہوا ہے جس پر ساٹھ کروڑ روپے خرچ آیا۔ یہ ہے پاس منکو ایکسپلوریشن Exploration۔ وہ یہ کام کر رہے ہیں۔ دسمبر ۱۹۹۹ء تک پاس منکو ایکسپلوریشن تقریباً چونتیس کروڑ روپے خرچ کر چکی ہے اس کا بھی ایگریمنٹ اس طرح ہے کہ جست اور سیسے کے نتائج حوصلہ افزا ہیں اور کانکنی کی صورت میں پاس منکو ایکسپلوریشن اس منصوبہ میں ۹۰ فیصد۔ اور پاکستان معدنی کارپوریشن اور بی ڈی اے ہر ایک ۴۰۵ فیصد کے حق دار ہیں۔ یہ جو خارجی انوسٹمنٹ کے اٹریکشن Attraction کی بات ہے یعنی ملکیت کے حوالے سے جہاں بھی ہمیں علم ہے پچاس فیصد سے زیادہ ملکیت ملتی ہوتی ہے ملکی ہونا چاہیے اور یہاں صرف ایک ایکسپلوریشن انہوں نے کیا۔ تقسیم کیا اور تقسیم سے اس کے مالک ہو گئے۔ جب وہ سرمایہ کاری کریں گے تمام ملکیت ان کی ہو گی۔ یہ سودا ہمارے خلاف ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس ایگریمنٹ پر نظر ثانی نہیں کریں گے اور صوبے کے مفاد میں بڑا شیئر Share صوبے کو نہیں دلائیں گے ان دونوں منصوبوں میں۔

قائد ایوان جناب اسپیکر! یہ جو سوال ہے۔ آج اجلاس میں آنے سے پہلے پی ایچ پی کے ساتھ میری مینٹنگ بھی ہوئی تھی۔ پہلے کیا طے پایا گیا تھا یا کس نے طے کیا تھا۔ یہ ایک بڑی داستان ہے۔ اس میں کون لوگ انوالو involve ہیں، کونسی حکومتیں اس میں ملوث ہیں؟ کیونکہ گذشتہ حکومتوں کے تمام جوابات ہمارے ذمہ آگئے ہیں فاسٹل جو ہماری مینٹنگ ان کے ساتھ ہوئی۔ اس میں بیٹھ کر ہم نے یہ طے کیا۔ جب تک اس معاہدے کی نقل ہمارے پاس نہیں آ جاتی اور اسے بیٹھ کر اسٹیڈی نہیں کرتے کہ اس صوبے کو کیا دیا جا رہا ہے۔ اور صوبے سے کیا لیا جا رہا ہے۔ اسے ہم فاسٹل نہیں کریں گے۔ آج مینٹنگ میں یہ طے پا گیا ہے جون کے پہلے ہفتہ میں انہوں نے ہم سے ایک معاہدہ کیا ہے۔ کہ جون کے پہلے ہفتہ میں وہ

ہمیں معاہدہ کی نقل فراہم کریں گے۔ اور اس کو دیکھ کر ہم آئندہ کا فیصلہ کریں گے وہ فیصلہ کیا جائے گا جس سے اس صوبے کو فائدہ پہنچے گا۔

جناب اسپیکر شکر یہ جناب۔ جی جناب عبدالرحیم خان۔ فرمائیے؟

عبدالرحیم خان مندوخیل جناب والا! میرا ضمنی سوال۔ جزو (الف) سوال نمبر ۴۸ میں۔ یہاں زیارت سبھای روڈ پھر لورالائی ملائگی روڈ۔ یہ روڈز کس سن میں بننا شروع ہوئے ہیں۔ اور اب تک کیوں مکمل نہیں ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر یہ کون کون سے روڈ ہیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل جناب والا! میرا ضمنی سوال جزو (الف) سوال نمبر ۴۸ میں۔ یہاں زیارت سبھای روڈ پھر لورالائی ملائگی روڈ۔ یہ روڈز کس سن میں بننا شروع ہوئے ہیں۔ اور اب تک کیوں مکمل نہیں ہوئے ہیں؟

جناب اسپیکر یہ کون کون سے روڈ ہیں؟

عبدالرحیم خان مندوخیل اس میں جو نظر آ رہے ہیں۔ اور جو بننے میں۔ ۱۹۹۳ء میں جب داربئی روڈ پر دو پل جو مکمل ہوئے ہیں اور دو روڈ اس کے علاوہ ہیں۔ زیارت سبھای روڈ اور لورالائی ملائگی روڈ اس کا بننا کس سن میں شروع ہوا ہے۔ یا اہتمام ہوئی ہے۔ ان دونوں روڈوں کی۔ سن بتائیں اور یہ روڈ ابھی تک مکمل کیوں نہیں ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر یہ دونوں روڈ کب بننا شروع ہوئے۔ یہ مکمل کیوں نہیں ہوئے۔ یہ پوچھ رہے ہیں؟

قائد ایوان جناب اسپیکر! زیارت سبھای روڈ۔ اسکا جو ٹوٹل اسٹیٹمنٹ کیا گیا تھا۔ وہ دو و چار ملین کے قریب ہے۔ اس منصوبہ پر تقریباً ایک سو عین ملین کے قریب خرچ ہو چکا ہے۔ اس کا کام تقریباً ۶۰ فیصد مکمل ہو گیا ہے۔ یہ پروجیکٹ ۹۱-۱۹۹۲ء سے شروع ہوا تھا۔ ۱۹۹۷ء کے آخر میں اس پراجیکٹ کو مکمل ہونا چاہیئے تھا۔

جناب اسپیکر یہ پروجیکٹ ۹۱-۱۹۹۲ء میں شروع ہوا۔ اور ۱۹۹۷ء میں مکمل ہونا چاہیئے

تھلا مکمل نہیں ہوا۔ یہ فرماتے ہیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل ابھی اسے آپ مکمل کریں گے۔ اس کے ساتھ اس محکمہ کی ایسی نگرانی کریں گے۔ اور انہیں پیسے دیں گے کہ وہ ان پراجیکٹ کو مکمل کریں۔

جناب اسپیکر یہ درست ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم دیکھیں گے۔ یہ پراجیکٹس ۹۱-۱۹۹۲ء میں شروع ہوئے۔ اور اسے ۱۹۹۷ء تک مکمل ہونا چاہیے تھا۔

قائد ایوان جناب اسپیکر! جب کوئی اسکیم بنائی گئی تھی تو پچھلی حکومت کی ترجیحات میں یہ ہو اور خاص کر ہماری حکومت کی ترجیحات میں یہ ہے۔ اسے جتنا جلد ممکن ہو سکے مکمل کریں۔ اگر کوئی فنانس پر اہم اس کے سلسلے نہ آئیں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل جناب والا! ۹۱-۱۹۹۲ء سے ۱۹۹۷ء تک تقریباً اب تک چار سال ہو گئے ہیں اب نیا بجٹ آ رہا ہے۔ اب بجٹ میں ۹۷-۱۹۹۸ء کی بات ہو رہی ہے۔ تو اس میں تو اسے پایہ تکمیل تک پہنچنا چاہیے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ ساٹھ فیصد سے زیادہ مکمل ہیں۔ تو باقی کیلئے ہماری تجویز یہ ہے کہ موجودہ بجٹ میں مکمل کیا جائے۔

جناب اسپیکر وہ کہتے ہیں کہ آئندہ مکمل ہو جائے گا۔ اگلا سوال نمبر ۷۹ عبدالکریم نوشیروانی کا ہے۔

۷۹ میر عبدالکریم نوشیروانی

کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

سال ۹۵-۱۹۹۳ء اور ۹۶-۱۹۹۵ء کے دوران رسالدار، لیویز، رسالدار، میجر اور لیویز

کی کل کتنے آسامیاں منظور ہوئیں۔ ان منظور شدہ آسامیوں کی ضلع وار تفصیل دی جائے۔

وزیر داخلہ

دوران سال ۹۵-۱۹۹۳ء میں رسالدار میجر کی آسامیوں کی منظوری نہیں دی گئی

تھیں۔ جبکہ رسالدار کی صرف ۲ آسامیوں کی منظوری دی گئی تھیں۔ دوران سال ۹۵-۱۹۹۳ء میں

حسب ذیل آسامیاں بلوچستان لیویز فورس حکومت بلوچستان محکمہ خزانہ نے منظوری دی تھیں۔

جن کی تفصیل درج ذیل میں :-

۶ آسای	پراسیکیوٹر	۱
۶ آسای	ازمورر	۲
۱ آسای	وائریس جینکیشن	۳
۸ آسای	انچارج وائریس	۴
۳ آسای	وائریس آپریٹر	۵
۲۸ آسای	محرر	۶
۲ آسای	رسالدار	۷
۲۷ آسای	ڈرائیور	۸
۵ آسای	تعداد	۹
۱۵ آسای	دفعدار	۱۰
۲۰ آسای	حوالدار	۱۱
۲۲۵ آسای	سپاہی	۱۲

۳۳۶ آسای

کل آسای

ضلع وار تقسیم درج ذیل میں :-

۱ آسای	سپاہی	۱۔ کوئٹہ ڈسٹرکٹ :-
۱ آسای	دفعدار	۲۔ چاغی ڈسٹرکٹ :-
۱ آسای	حوالدار	
۱ آسای	ڈرائیور	
۲۲ آسای	سپاہی	
۲۵ آسای	کل آسای :-	

۳۔ قلعہ عبداللہ ڈسٹرکٹ۔

دفعہ دار	۱ آسای
حوالدار	۱ آسای
ڈرائیور	۱ آسای
سپاہی	۲۲ آسای

کل آسای۔ ۲۵ آسای

۴۔ زیارت ڈسٹرکٹ۔

دفعہ دار	۱ آسای
حوالدار	۱ آسای
ڈرائیور	۱ آسای
سپاہی	۲۲ آسای

کل آسای ۲۵ آسای

۵۔ کولہو ڈسٹرکٹ۔

دفعہ دار	۱ آسای
حوالدار	۱ آسای
ڈرائیور	۱ آسای
سپاہی	۲۲ آسای

کل آسای ۲۵ آسای

۶۔ نصیر آباد ڈسٹرکٹ۔

دفعدار	۱	آسای
حوالدار	۱	آسای
ڈرائیور	۱	آسای
سپاہی	۲۲	آسای

کل آسای۔۔ ۲۵ آسای

۷۔ خضدار ڈسٹرکٹ۔

دفعدار	۱	آسای
حوالدار	۱	آسای
ڈرائیور	۱	آسای
سپاہی	۲۲	آسای

کل آسای۔۔ ۲۵ آسای

۸۔ آواران ڈسٹرکٹ۔

دفعدار	۱	آسای
حوالدار	۱	آسای
ڈرائیور	۱	آسای
سپاہی	۲۲	آسای

کل آسای ۲۵ آسای

۹۔ مستونگ ڈسٹرکٹ۔

حوالدار	۱	آسای
دفعدار	۱	آسای
ڈرائیور	۱	آسای
سپاہی	۲۲	آسای

کل آسای۔ ۲۵ آسای

۱۰۔ لورالائی ڈسٹرکٹ۔

دفعدار	۱	آسای
حوالدار	۱	آسای
ڈرائیور	۱	آسای
سپاہی	۲۲	آسای

کل آسای ۲۵ آسای

۱۱۔ بارکھان ڈسٹرکٹ۔

حوالدار	۱	آسای
ڈرائیور	۱	آسای
سپاہی	۲۲	آسای

کل آسای ۲۵ آسای

۱۲ B. - ہوم ڈیپارٹمنٹ -

ڈرائیور ۱ آسای

۱۳ - پیچگور ڈسٹرکٹ -

ڈرائیور ۱ آسای

حوالدار ۱ آسای

سپاہی ۲۲ آسای

کل آسای ۲۳ آسای

۱۳ - موسیٰ خیل ڈسٹرکٹ -

دفعدار ۱ آسای

حوالدار ۱ آسای

ڈرائیور ۱ آسای

سپاہی ۲۲ آسای

کل آسای ۲۵ آسای

۱۵ - کیچ ڈسٹرکٹ -

دفعدار ۱ آسای

حوالدار ۱ آسای

ڈرائیور ۱ آسای

سپاہی ۲۲ آسای

کل آسای ۲۵ آسای

۱	آسای	دفعدار	۱۶ -	قلات ڈسٹرکٹ
۱	آسای	حوالدار		
۱	آسای	ڈرائیور		
۲۲	آسای	سپاہی		

کل آسای ۲۵ آسای

۱۷ - بسبیلہ ڈسٹرکٹ -

۱	آسای	دفعدار
۱	آسای	حوالدار
۱	آسای	ڈرائیور
۲۲	آسای	سپاہی

کل آسای ۲۵ آسای

۱۸ - بولان ڈسٹرکٹ -

۱	آسای	دفعدار
۱	آسای	حوالدار
۱	آسای	ڈرائیور
۲۲	آسای	سپاہی

کل آسای ۲۵ آسای

۱۹ - کوئٹہ ڈسٹرکٹ -

۱۰ آسای سپاہی

مندرجہ ذیل اسماء پر نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم ہو چکی ہیں۔

رسالدار	۱	آسای
جمعدار	۵	آسای
حوالدار	۴	آسای
سپاہی	۵۱	آسای
ڈرائیور	۱۰	آسای
پراسیکیوٹر	۶	آسای
ازمورر	۶	آسای
وائٹس ٹیکنیشن	۹	آسای
محرر	۲۸	آسای

دوران سال ۹۶-۱۹۹۵ء میں صرف ۲۰ آسامیوں کی منظوری دی گئی۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

۲۰۔ خادان ڈسٹرکٹ۔

دفعدار	۲	آسای
حوالدار	۳	آسای
سپاہی	۱۵	آسای

کل آسای ۲۰ آسای

میر عبدالکریم نوشیروانی - جناب والا - سوال کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ میرا ضمنی سوال ہے۔ جناب میں نے لیوڈ او رسالدار مہجر کی پوسٹوں کے بارے میں سوال کیا تھا۔ جناب انہوں نے جواب دیا ہے کہ انہوں نے پورے بلوچستان میں رسالدار مہجر کی پوسٹوں کو منظور نہیں کرایا صرف دو رسالدار کی پوسٹوں کو منظور کرایا۔ میں منسٹر صاحب سے یہ دریافت

کرنا چاہتا ہوں کہ بلوچستان میں رسالدار کی پوشیں منظور ہوئیں یا نہیں؟

قائد ایوان - جناب والا! اس وقت تک تو کوئی رسالدار کی پوسٹ زیر تجویز نہیں ہیں۔ ضرورت پڑی اور ڈیپارٹمنٹ نے محسوس کیا کہ ضرورت ہے تو پھر اس ضرورت کے مطابق ہم سینکشن کریں گے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی جناب اسپیکر - ضمنی سوال - آپ ہمیں موقع دیں۔ کیونکہ آپ بار بار ہمارے منہ پر تالا لگاتے ہیں۔ جب میں اٹھتا ہوں تو آپ ریلکس نہیں ہوتے ہیں۔ جب ہم بات کرتے ہیں تو آپ کہتے ہیں کہ آپ بیٹھ جائیں۔ یہ تو جناب ہمارا جمہوری حق ہے۔

جناب اسپیکر - آپ بات کریں۔ کہیں آپ گھبرانہ جائیں۔ آپ تسلی سے بات کریں۔ آپ ضمنی سوال کریں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی - جناب چیف منسٹر صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ۱۹۹۷-۹۵ء میں ہمیں پوشیں خاران ڈسٹرکٹ کو دیں۔ جبکہ خاران ڈسٹرکٹ بلوچستان کا سب سے بڑا ڈسٹرکٹ ہے۔ کیونکہ ایسے دور دراز علاقوں میں لیویز کو زیادہ ہونا چاہیے۔ میں چاہتا ہوں کہ ایکسٹنڈیٹ بجٹ جو آ رہا ہے۔ اور چیف منسٹر کے اپنے کمسیونر نیشنل اسمبلی کی سیٹ سے بھی وہ خاران سے تعلق رکھتا ہے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ اس بجٹ میں وہ خاران کیلئے۔ اور چونکہ خاران چار سب ڈویژن پر مشتمل ہے میں ان سے امید کرونگا کہ وہ ہمارے رسالدار میجر۔ جمعدار یا سپاہی کو بڑھا دیں گے۔ کیونکہ اس وقت خاران بین الاقوامی روٹ ہے۔ وہاں سے جتنے نشیات۔ جتنا اسلحہ ہے اسے یہ تھوڑی سی لیویز کو cover نہیں کر سکتی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ حکومت وہاں ایک اسپیشل فورس تعینات کرے۔ تاکہ یہ جو ڈرگ کا کاروبار ہے اور اس کے ساتھ اسلحہ کو کنٹرول کریں۔ اور ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔

جناب اسپیکر - آپ کا ضمنی سوال یہ ہوا۔ کہ خاران کی لیویز بڑھائی جائے۔ اور اس میں رسالدار میجر رکھا جائے۔

قائد ایوان - جناب اسپیکر - پہلے ہی ہم رو رہے ہیں کہ ہمارا نان ڈویلپمنٹ بجٹ زیادہ ہے۔ اور وہاں سے یہ شور مچایا جا رہا ہے کہ ترقیاتی کام نہیں ہو رہے ہیں۔ جب ہم اپوزیشن میں تھے تو ہم بھی یہ شور مچا رہے تھے ترقیاتی کام نہیں ہو رہے ہیں اور بلوچستان کا نان ڈویلپمنٹ بجٹ زیادہ ہے۔ لیویز کی فورس کی نہ صرف خاران میں ضرورت ہے۔ بلوچستان کے دو ڈویژن کے علاوہ کونڈ اور نصیر آباد کے باقی تمام علاقہ لیویز کا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمیں لیویز کی ضرورت ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی جب صورتحال خراب ہوتی ہے تو اسے کنٹرول کرنے کیلئے لیویز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب عبدالکریم صاحب کو معلوم ہے کہ ڈرگ ٹریفک کہاں سے جاتی ہے وہ ہمیں انفارم کر دیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کیلئے ہی لیویز کافی ہو گی کہ اس کے روٹ کونے ہیں۔ انہیں ہم سے زیادہ معلوم ہے۔ چوری یا ڈاکہ ڈال کر لوگ کس علاقے سے جاتے ہیں؟ وہ ہمیں انفارم کریں ہم اسی لیویز سے کنٹرول کر لیں گے۔ زیادہ ضرورت نہیں پڑے گی۔

میر عبدالکریم نوشیروانی - جناب اسپیکر صاحب - ضمنی سوال - جناب خاران میں ابھی تک چوری اور ڈاکہ نہیں ہے۔ وہ پرامن ڈسٹرکٹ ہے۔ چوری اور ڈاکہ اکثر جھالوان میں ہوتا ہے۔ خاران پرامن علاقہ ہے۔

جناب اسپیکر - آپ کا سوال کیا بنا؟

میر عبدالکریم نوشیروانی - جناب والا - خاران سب سے بڑا ڈسٹرکٹ ہے۔ اب آپ غور کریں کہ ہمیں پوسٹوں سے خاران کا کیا ہو سکتا ہے۔

جناب اسپیکر - عبدالکریم صاحب انہوں نے جواب دے دیا کہ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ہم لیویز کی تعداد بڑھا دیں گے۔ یہ انہوں نے کہہ دیا۔

میر عبدالکریم نوشیروانی - شکریہ جناب۔

بسم اللہ خان کاکڑ - جناب اسپیکر - ضمنی سوال - میں یہ پوچھنا چاہوں گا۔ یہ جو لیویز کی پوسٹیں ۹۳-۱۹۹۵ء میں ہیں مختلف ڈسٹرکٹ کیلئے ہوتی تھیں اس میں قلعہ عبداللہ ڈسٹرکٹ کیلئے

سبھی پچیس پوشیں تھیں۔ جن پر مختلف وجوہات کی بنا پر کوئی تعیناتی نہیں ہو سکی ہے۔ اب محکمہ داخلہ کا کہنا یہ ہے کہ انہیں ختم کر دیا گیا ہے۔ میں وزیر داخلہ سے یہ گزارش کرونگا کہ یہ پچیس پوشیں منظور ہوئی تھیں اب ختم ہو گئی ہیں۔ آپ نے سوال سن لیا اس کا جواب دے دیں۔

قائد ایوان۔ جناب اسپیکر۔ جیسا کہ انہوں نے قلعہ عبداللہ کا بتایا ہے۔ نہ صرف قلعہ عبداللہ بلکہ کوہلو بکھسی ہے موسیٰ خیل وغیرہ ہے۔ ان کی سفارشات اس وقت ہمیں موصول نہیں ہوئی تھیں۔ اس وقت کی حکومت کو یا انتظامیہ کو۔ اس لئے یہ پوشیں ختم کر دی گئیں تھیں۔ ایک صرف قلعہ عبداللہ نہیں ہے جناب اسپیکر۔ میں اس کی وضاحت کرنا چلوں۔ جناب اسپیکر۔ اور ضلع بھی ہیں؟ اچھا۔

بسم اللہ خان کاٹر۔ جناب اسپیکر۔ اس کیلئے باقاعدہ انٹرویو ہوئے تھے۔ ڈی۔ سی آفیس میں اس کی لسٹ کنشنر کوئٹہ کو دی گئی تھی۔ اور سیکرٹری داخلہ کو بھیجی گئی۔ یہ سارا پراسس مکمل ہوا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے کہ ان کیلئے باقاعدہ انٹرویوز ہوئے تھے۔ لسٹ ہوئے۔ سب کچھ مکمل ہو کر جب یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ تک پہنچے۔ اس کے بعد اس پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔

جناب اسپیکر۔ اس کا انہوں نے جواب دے دیا کہ اس کو بعد میں دیکھیں گے۔ جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا۔ صفحہ ۲۱ پر جواب ہے کہ مندرجہ ذیل آسامیاں پُر نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم ہو چکی ہیں۔ رسالدار ایک پانچ۔ حوالدار چار۔ سپاہی اکاون۔ ڈرائیور دس۔ پرائیکٹور چھ۔ ازموور چھ۔ وائرلیس ٹیکنیشن نو۔ وائرلیس آپریٹر عین۔ محرر اٹھائیس۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جناب والا۔ اصل میں لاء اینڈ آرڈر کیلئے ہے اور پھر یہ لیویز ایک قسم کی سول آرمز فورس ہے۔ یہ جب یہ ہمارے صوبہ کیلئے ضروری ہے کہ ہمارا ہم صوبہ کیلئے ایسی ہی تجویز پیش کریں گے۔ پولیس کو ان علاقوں میں نہ بھیجا جائے۔ اور

ہمارے صوبے کا کچھ یہ ہے کہ اپنی لیویز ہو۔ اور یہاں پر یہ کہا بھی گیا ہے کہ آسامیاں پر نہ ہونے کی وجہ سے کالعدم ہو چکی ہیں۔ میں یہ کمونگا کہ وزیر داخلہ صاحب اس کا کیا جواب دیں۔ اسے کیوں کالعدم کیا گیا۔ نمبر ۲ اس کیلئے ہماری تجویز ہے کہ ان کو بحال کیا جائے۔ ہمارے تمام اضلاع میں لیویز بنائی جائے اور اسٹیبلشمنٹ کیا جائے اور آرگنائز کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ سوال کو بلو کے بارے میں پوچھا تھا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب پورے صوبے کے بارے میں پوچھا ہے۔

۸۰، میر عبدالکریم نوشیروانی

کیا وزیر داخلہ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

صوبہ میں جیل خانہ جات کی کل تعداد کس قدر ہے۔ نیز سنٹرل جیل کونڈ میں کس قدر قیدیوں کے رکھنے کی گنجائش موجود ہے۔ اور اس وقت قیدیوں کی کل تعداد کی تفصیل دی جائے۔

وزیر داخلہ۔

(الف) صوبہ میں جیلوں کی کل تعداد دس ہے۔

(ب) کونڈ جیل میں ۳۵۵ قیدیوں کی گنجائش ہے۔

(پ) اس وقت کونڈ جیل میں ۶۷۱ قیدی یہاں مقید ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب والا! یہاں دیا ہوا ہے کہ کونڈ جیل میں اس وقت گنجائش ۳۵۵ کی ہے اور وہاں اس کیپٹی میں ۶۷۱ انسان ڈالے جائیں وہ بھی انسان ہیں۔ ٹھیک ہے جرائم ہوتے ہیں۔ جرائم کون نہیں کرتا ہے۔ جرائم دیدہ دانستہ کوئی نہیں کرتا۔ وہ قدرتی ایکسیڈنٹ ہے وہ ہو سکتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب اس کیپٹی کو بڑھائے کہیں اور جیل بنائے اس کے لئے متبادل جیل بنائے یا کسی اور جیل میں شفٹ کرے کیونکہ وہاں بھی انسان بستے ہیں۔ کیونکہ اس دور حکومت میں کچھ لوگ جیل جانا چاہتے ہیں اور وہ ان کو بھیج رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگر جیلوں کی تعداد اب نہیں بڑھے گی تو کب

بڑھے گی؟

جناب اسپیکر۔ کہتے ہیں کہ کونٹہ جیل میں توسیع کی گنجائش ہے۔

میر جان محمد خان جمالی۔ جناب سوال یہ ہے کہ کیا وزیر اعلیٰ صاحب جیلوں کا جال بچھانا چاہتے ہیں۔ یہ سوال ہے۔

جناب اسپیکر۔ یہ تو دوسرا سوال آپ کا بعد میں آئے گا۔ کیا جناب توسیع کا پروگرام ہے۔

سرور محمد اختر منگل۔ (قائد ایوان)۔ جناب پہلے تو ہمارے معزز ممبر صاحب نے کہا ہے کہ ۳۵۵۔ نہیں ۳۵۶۔ ایک اور کی گنجائش بھی ہے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ وہ انشاء اللہ جلدی جائے گا۔

قائد ایوان۔ دوسری بات وہ یہ کہ رہے ہیں کہ حادثاتی طور پر کوئی چوری کرتا ہے وہ حادثاتی طور پر نہیں کرتا کوئی قتل حادثاتی طور نہیں کرتا ہے۔ حادثے اور کرائم میں بڑا فرق ہے۔ وہ اس چیز کو ہمارے ممبر موصوف صاحب نوٹ کر لیں۔ چاہے وہ چوری کسی بھی نوعیت کی ہو۔ گنجائش سے واقعی زیادہ قیدی تو ہیں لیکن جناب اسپیکر ایک طرف تو وہ کہتے ہیں لاء اینڈ آرڈر کی پھونٹیشن خراب ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کنٹرول نہیں کیا جا رہا ہے۔ مجرموں کو سرعام یہاں پر چھٹی دی جا رہی ہے وہ جو گنجائش ہے ہم تو اس میں رکھ رہے ہیں آئینہ پروگرام ہے کہ ان کے ہر کس بڑھا دیئے جائیں۔ نہ صرف یہاں کونٹہ میں۔ اب جو کونٹہ جیل میں قیدی ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے ہم کوشش کریں گے جتنا ممکن ہو سکے توسیع ہو جائے۔

میر عبدالکریم نوشیروانی۔ قائد ایوان نے فرمایا تھا کہ وہاں ۳۵۵ کی جگہ ہے ۳۵۶ ہو سکتے ہیں۔ وہ تو ہمیں پتہ ہے کہ اگر آپ کی گورنمنٹ میں نہیں گئے تو کب جائیں گے۔

جناب اسپیکر۔ اچھا تشریف رکھیں۔ اگلا سوال پر جان محمد خان جمالی صاحب کا ہے اور عرض فرمائیں۔

۰۹۸، میر جان محمد خان جمالی کیا وزیر اعلیٰ ازارہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت سے بارڈر اور کوشل ٹریڈ خصوصاً عرب امارات اور عمان کے لئے اجازت حاصل کر لی ہے ؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ٹریڈ کے لئے رقم کی حد کس قدر مقرر کی گئی ہے ؟

وزیر اعلیٰ

(الف) جی نہیں !

(ب) البتہ پاکستان اور ایران کی سرحد پر ایک مشترکہ مارکیٹ کے قیام کی تجویز ایران میں متعین پاکستانی سفیر نے پیش کی تھی۔ اس مسئلہ پر صوبائی حکومت اور ایوان صنعت و تجارت کوئٹہ نے کافی غور و خوض کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ پاک ایران سرحد کی طوالت (۵۰ کلومیٹر) اور پاکستانی سرحد پر سہولیات کے فقدان کے باعث فی الحال قابل عمل نہیں ہے۔ ہمارے اس موقف سے متعلقہ وفاقی وزارت کو مطلع کر دیا گیا ہے۔

میر جان محمد خان جمالی۔ جناب میرا سوال ضمنی ہے کہ یہ جو مینٹگنز ہے۔ وزیر اعلیٰ کے دور میں ہوئی تھیں یا پہلے ہوئی ہیں۔

جناب اسپیکر۔ کہتے ہیں کہ مینٹگنز آپ کے دور میں ہوئی تھیں یا پہلے۔

جناب اسپیکر۔ یہ مینٹگنز ہوئی ہیں یا جو کچھ ہوا ہے پہلے دور حکومت میں ہے۔

میر جان محمد خان جمالی۔ جناب والا کچھ روز پہلے ایران کے سفیر آئے ہوئے تھے۔

وزیر اعلیٰ صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا اس سلسلے میں کوئی پیش رفت ہوئی۔ جناب

اسپیکر جس وقت ایرانی سفیر یہاں آئے ہوئے تھے بد قسمتی سے میں اسلام آباد میں کوئی مینٹگ

اینڈ کرنے گیا تھا میں اس وقت یہاں موجود نہیں تھا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا یہاں تجارت کے بارے میں لکھا ہے کہ

خاص طور پر وفاقی حکومت نے کوشل ٹریڈ کے لئے خصوصاً عرب امارات اور مسقط کے لئے

اجازت دی ہے یہ اپنی جگہ۔ جزو (ب) میں جو انہوں نے جواب دیا ہے کہ البتہ پاکستان اور

ایران کی سرحد پر ایک مشترکہ مارکیٹ کے قیام کی تجویز ایران میں متعین پاکستانی سفیر نے پیش کی۔ جناب والا۔ میری عرض یہ ہے کہ یہ مارکیٹ کا مسئلہ پارلیمنٹ میں بھی آیا تھا۔ ہم جب اس کو دیکھتے ہیں کہ جب یہ مارکیٹ ہمارے بارڈر پر بنی۔ مشترکہ طور پر اس میں ایران کی سبزیاں یا ایران کے میوہ جات بالخصوص دوسرے یہ سب جو ہیں ایک شکل میں بغیر کسی بندش کے ان کو اجازت مل جائے گی۔ ہمارے صوبے میں آئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ہمارے صوبے کا جو اپنا پروڈکشن ہے سیب میوہ جات وہ دوسری چیزیں وہ ختم ہو جائیں گے۔ یہ جو تجویز سفیر صاحب نے دی ہے ہمیں اس پر اعتراض ہے۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس بارڈر پر ایسا کوئی مارکیٹ نہ بنایا جائے جس میں ایک دوسرے کے مالوں کا فری امپورٹ۔ اور بالخصوص میوہ جات۔ اور دوسری چیزیں۔ میں اپنی تجویز یہ دے رہا ہوں کہ اس مسئلے کو جیسا کہ یہاں ایوان صنعت و تجارت اور صوبائی حکومت نے بھی اس کی حمایت کی تھی۔ اس پر بڑے غور و خوض سے ایسا فیصلہ ہو کہ جس سے ہمارے صوبے کیلئے نقصان نہ ہو۔

جناب اسپیکر۔ آپ کے سوال کا جواب اس کے اندر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ صوبائی حکومت اور ایوان صنعت و تجارت نے کافی غور و خوض کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ پاک ایران کی سرحد کی طوالت کے باعث فی الحال قابل عمل نہیں ہے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا۔ میں اپنی طرف سے وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ جمالی صاحب نے سوال کیا ہے کہ ایران والے یہاں آئے تھے۔ کوئی پیش رفت ہوئی۔ میں اس پیش رفت پر کہ وہاں مارکیٹ کا تو بظاہر فائدہ ہے لیکن یہ مارکیٹ ہمارے زرعی پیداوار کو ختم کرے گی اس لئے وزیر اعلیٰ صاحب سے ہماری تجویز ہے کہ اس چیز کی اجازت نہ دیں۔

اسد اللہ بلوچ۔ اسپیکر صاحب جہاں تک مارکیٹ کا تعلق ہے بارڈر پر نہ صرف سیب اور میوہ کی خاطر نہیں ہے۔ اس کی وضاحت کی جائے۔ بارڈر پر جو مارکیٹ کھولی جائے گی۔

عبدالرحیم خان مندوخیل۔ وزیر اعلیٰ صاحب اس کا جواب کیا دیں گے؟
 میر عبدالکریم نوشیروانی۔ جناب والا یہ Must ہے۔ یہ وہاں ہونا چاہیے۔ خاص
 کر بارڈر کے لوگوں کے لئے۔ اس میں علاقے کے لوگوں کا کیا نقصان ہو گا۔ مندوخیل صاحب
 آپ اس کی مخالفت کر رہے ہو۔

عبدالرحیم خان مندوخیل۔ ٹھیک ایران کی تجارت میں اور چیزیں بھی ہیں لیکن
 بالخصوص زرعی پروڈکشن کا مسئلہ جو ہے وہ ہمارے صوبے سے اس کا براہ راست تعلق ہے
 اس کو اگر غلط ٹائم پر اجازت دیں گے تو نتیجہ یہ ہو گا کہ ان کو فائدہ ہو گا آپ کو نہیں ہو گا۔
 جناب اسپیکر۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ فی الحال قابل عمل نہیں ہے اور ہم نے متعلقہ
 وزارت کو مطلع کر دیا ہے جواب آپ کا آچکا ہے۔

میر جان محمد خان جمالی۔ جناب اسپیکر میرا ایک ضمنی ہے وزیر اعلیٰ صاحب سے۔ کہ
 بلوچستان ایک بہت بڑا صوبہ ہے اور ہر ڈویژن کے مخصوص حالات ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں
 کہ مکران کے علاقے کو اس Trade سے فائدہ ہے ان کو چیزیں سستی دستیاب آئیں گی گندم
 آئے تک۔ ہاں ہمارے بلوچستان کے جو شمالی علاقے ہیں جہاں سیب کے باغات ہیں ان کے
 لئے مشکلات ضرور ہوں گے لیکن میں پوچھنا چاہتا ہوں وزیر اعلیٰ سے ان سب مشکلات کو سامنے
 رکھتے ہوئے کیا کوئی ایسا Bill بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں کہ اپنی ہماری Agriculture کو بھی
 Safe-guards ملیں اور ہمارے بارڈر علاقے کے لوگوں کو بھی روزگار ملیں۔

جناب اسپیکر۔ صحیح ہے۔

قائد ایوان۔ جہاں تک Border-trade کا جو مسئلہ ہے جناب اسپیکر یہ بات اپنی جگہ
 حقیقت ہے کہ جس وقت ہمارے زمینداروں کی فصلیں تیار ہوتی ہیں سیب ہوا یا پیاز اسی
 دوران ایران سے۔ چاہے اسکو سمگلنگ کے طو پر کہیں کسی بھی طریقہ سے وہ چیزیں جو ہیں
 آپ کے ملک میں داخل ہو جاتے ہیں اس سے ہمارے زمینداروں کو کافی نقصان اٹھانا پڑتا
 ہے۔ اس کے لئے مقامی زمینداروں نے کافی شور و غل کیا ہے۔ یہاں یہ ان کے چیمبر ہیں اس

میں انہوں نے شور مچایا ہے۔ یہی بات جو ”کسان کانفرنس“ ہوئی تھی ہمارے جو نمائندے زمینداروں کے گئے تھے مختلف علاقوں سے ان کا تعلق تھا۔ انہوں نے اس مسئلے پہ شور و غل کیا ہے۔ اسی مسئلے پر اسمبلی میں قراردادیں بھی پاس ہوئی ہیں کہ ملک میں جو چیزیں آتی ہیں۔ ایک جو مقامی لوگوں کی اپنی ضرورت کے مطابق۔۔۔ اپنی ضرورت کے مطابق جو وہ لا سکتے ہیں اس پر تو پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ مگر وہ چیز جو آپ کی مارکیٹ پہ اثر انداز ہوتی ہیں بڑے پیمانے پہ جو آتی ہیں اس پر ظاہر ہے ہمارا بھی وفاقی گورنمنٹ سے پہلے بھی مطالبہ رہا ہے

اب بھی یہی مطالبہ ہے کہ اس کو Control کیا جائے۔ اور جیسا کہ Honourable Member نے کہا کہ اس کے لئے BIM زیر غور ہے بہر حال اس پر ہم غور کریں گے لیکن کوئی اچھی تجاویز آپ تمام ممبران سے لے کر اس پر ہم بات چیت کریں گے۔

جناب اسپیکر۔ شکریہ جی۔ سپلیمنٹری جناب مندو خیل۔ Last Supplementary جی۔ عبدالرحیم خان مندو خیل۔ وہ یہ ہے کہ یہاں صوبائی حکومت کے بارے میں پوچھا گیا ہے کہ ”صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت سے بارڈر کوشل ٹریڈ خصوصاً عرب امارات و عمان کے لئے اجازت حاصل کر لی؟“۔ تو جواب یہ ہے کہ ”نہیں“۔ میں تجویز کروں گا جناب والا کہ عرب عمارات اور عرب Countries کے لئے ہمارے Trade کا۔۔۔ ایران کے لئے بھی اپنی باہمی فائدے میں تو بات ہو سکتی ہے لیکن عرب Countries کے لئے ہماری طرف سے میوہ زرعی اجناس ان کے ترسیل کے لئے تجارت گاہ۔۔۔ اس کے لئے صوبائی حکومت کوشش کرے وفاقی حکومت کو کہ ہمارے لئے عرب Countries میں منڈی ملے۔۔۔ ہمیں مارکیٹ ملے۔ یہ ضروری ہے۔ یہاں اس کا صرف نہیں میں جواب آیا ہے۔ میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ آپ زیر غور لائیں اور اس پہ فیڈرل گورنمنٹ کو اس پہ مجبور کریں۔

۱۰۲۔ میر جان محمد خان جمالی۔

کیا وزیر اعلیٰ ازارہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا صوبائی حکومت نے صوبہ کے بیروزگار افراد کو وفاقی محکموں اور کارپوریشنوں میں

ملازمتیں فراہم کرنے کے بابت وفاقی حکومت سے کوئی رابطہ قائم کیا ہے؟
 (ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس ضمن میں کس قدر پیش رفت ہوئی ہے۔ تفصیل دی جائے۔

وزیر اعلیٰ۔

(الف) ۳۱ اگست ۱۹۷۳ء میں مرکزی حکومت نے مرکز میں بلوچستان کے سول ملازمین کے لئے ملازمت کا کوٹہ ۳۰.۵ فیصد کے حساب سے مختص کیا تھا۔ ۱۹۸۱ء کے مردم شماری کے حساب سے بلوچستان کا کوٹہ ۵.۱۵ فیصد بنتا ہے جس کے حصول کے لئے بلوچستان کے کئی وزراء اعلیٰ کی طرف سے حکومت پاکستان اسٹبلشمنٹ ڈویژن کو بلوچستان کا کوٹہ ۳۰.۵ فیصد سے بڑھا کر ۵.۱۵ فیصد کے لئے چٹھیاں لکھی گئی تھیں تاکہ بلوچستان کے بے روزگار افراد کو زیادہ تعداد میں ملازمتیں مہیا کی جاسکیں مگر اس پر تاحال عملدرآمد نہیں ہوا۔

سابق وزیر اعلیٰ بلوچستان نواب ذوالفقار علی گلسی صاحب نے اس بارے میں مرکزی حکومت کو چٹھی لکھی تھی مگر اس کا بھی کوئی جواب نہیں ملا۔ اسی سلسلے میں عنقریب مرکزی حکومت سے عملدرآمد کے لئے از سر نو رابطہ قائم کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ Supplementary Question?

میر جان محمد خان جمالی۔ ہاں میں اس سلسلے میں اس کو Cut-short کرنا چاہتا ہوں۔ میری گزارش ہے کہ کیا طریقہ اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے صوبائی حکومت کہ ان چیزوں پر عمل ہو سکے۔ Services کا معاملہ ہے؟

جناب اسپیکر۔ جی Quota کا مسئلہ ہے اس پر؟

میر جان محمد خان جمالی۔ جی۔ صوبائی حکومت کی کیا حکمت عملی ہے مگر Supplementary جو Honourable Member نے کیا ہے کہ "کیا تجویز ہیں؟"۔ تجویز دیتے دیتے ہم لوگ ٹھک گئے ہیں اور وہ چیز جو آئین میں واضح طور پر لکھی گئی ہے اس پر عملدرآمد نہیں کیا جا رہا تو ہماری تجویز جو ہیں نجانے کب اثر انداز ہوں گی۔ پچھلے Session میں جو ہے Last week

میں جو Session ہوا تھا اس میں اس پر کافی بحث کی گئی کہ بلوچستان کا کوٹہ نہیں دیا جا رہا۔
 جناب اسپیکر ایک جو عین اعشاریہ پانچ کا کوٹہ ہے وہ خود تسلیم کر رہے ہیں اس پر عملدرآمد
 نہیں ہو رہا نہ صرف آج Treasury Benches پر ہم بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے ہم بات کر
 رہے ہیں آج وہ اپوزیشن والے بات کر رہے ہیں کل جب ہم اپوزیشن میں تھے یہ بات کر رہے
 تھے مگر اس کے باوجود ہم پانچ اعشاریہ پندرہ کا بھی دعوہ کر رہے ہیں کہ ہمیں پانچ اعشاریہ
 پندرہ بھی دیا جائے۔ اس پر نہیں کب عمل ہو اور وہ کب جا کے اس آئین کی شق بنے۔
 تجاویز آتے ہیں سفارشات ہم نے بھیجی ہوئی ہیں اب یہ مسئلہ جو ہے Technical مسئلہ
 فیڈرل گورنمنٹ جو ہے ہمیں ہر وقت اس Technical مسئلے میں وہ مار دیتی ہے۔ بلکہ میں
 کبھی پانچ سو۔۔۔ یہ سو کے قریب فیڈرل ملازمتیں Announce نہیں ہوئی ہیں یا Advertise
 ہوئے ہیں۔ جو ہمیں عین اعشاریہ پانچ کوٹہ اس میں ملے ہیں۔ وہاں یہ ہمیشہ بارہ دس بیس کے
 قریب ملازمتیں جو ہیں Advertise ہوتی ہیں۔ اب بارہ کے مقابلے میں اگر ہم عین اعشاریہ
 پانچ کوٹہ نکالیں تو ہم لوگ تو Minus میں آجاتے ہیں۔ آدھے انسان ہمارے پاس ہیں نہیں
 جو ہم ان کو Provide کریں۔ جس وقت ہم ان کے سامنے جاتے ہیں جی عین اعشاریہ پانچ ہمارا
 کوٹہ دیا جائے۔ کہتے ہیں جی بارہ میں تو آپ کا اعشاریہ پانچ کوٹہ کچھ بنتا ہی نہیں ہے۔ یہ جواب
 دے کے ہمیں لوٹا دیتے جاتا ہے۔ دوسری جو بات ہے کہ وہ ان ملازمتوں کا اشتہار مقامی
 اخباروں میں تو نہیں دیتے ہیں بلکہ اسلام آباد اور لاہور کے اخباروں میں آتا ہے جن کا
 ہمارے جو بیروزگار نوجوان ڈگریاں ہاتھ میں لے کے گھوم رہے ہیں ان کو پتہ ہی نہیں ہوتا۔
 جب وہ لوہاں سے ان پر تعینات ہو Up grade ہو جاتے ہیں ان کی Promotion ہو جاتی ہے
 پھر جا کے ہمارے لوگوں کو پتہ چلتا ہے کہ جی وہ آپ کے کوٹہ کی ملازمت جو تھی وہ دوسرا صوبہ
 لے گیا ہے۔ ہم نے سختی کے ساتھ اس پر بات ہی کر سکتے ہیں تجاویز ہی دے سکتے ہیں۔ آج
 تک اس پر عملدرآمد نہیں ہوا ہے اسی امید پر ہم پچاس سال جیتے رہیں گے۔ اب میرا خیال
 ہے ہمارے پانچ سال بھی اسی پر گزارہ کر لیں گے۔

میر جان محمد خان جمالی - جناب اسپیکر صاحب میرا ایک ضمنی ہے اسی سلسلے میں کیونکہ ایک Policy Matter آئے گا صوبائی حکومت کا اس سلسلے میں۔ وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان سب مشکلات کے باوجود کیا صوبائی حکومت آئینی پیشین سپریم کورٹ میں ڈالنا چاہتی ہے اس سلسلے میں؟ کیونکہ آئین سے تعلق رکھتی ہے یہ بات۔

جناب اسپیکر - جی جناب وزیر اعلیٰ صاحب؟

قائد ایوان - جناب اسپیکر صوبائی حکومت کی ذمہ داریاں ہمیں بخوبی علم ہے کہ صوبائی حکومت کی ذمہ داریاں کیا ہیں مگر جہاں تک سپریم کورٹ میں پیشین داخل کرنے کی بات ہے پہلے تو ہم ہر وقت ہم نے مذاکرات یا قراردادوں کے حوالے سے یہ مذاکرات جاری رکھے ہیں۔ ضرورت پڑی تو Court میں چاہے Supreme Court ہو یا کوئی اور Court ہو ہم اس کا دروازہ بھی کھٹکا کر دیکھیں گے کہ ہمیں وہاں سے کیا انصاف مل رہا ہے۔ انصاف جہاں سے بھی ہمیں ملے ہمیں آج بلوچستان اسمبلی کی قرارداد کے حوالے سے ہمیں وہ کوٹ دیا جاتا ہے تو ہمیں Supreme Court جانے کی نوبت نہیں آئے گی۔ ہم مرکزی حکومت سے چونکہ ہمارے Honourable Member جو ہیں ان کا تعلق بھی مرکزی حکومت کی اس پارٹی سے ہے ہم ان سے بھی یہ گزارش کریں گے کہ کچھ سفارشاں اپنے تعلقوں کے حوالے سے وہ بھی استعمال کریں کہ اس صوبے کے ساتھ پہلے جو ناانصافیاں ہوئے ہیں اس دور حکومت میں کم سے کم وہ ناانصافیاں نہ ہوں۔ جہاں تک ضرورت پڑی Supreme Court میں جانے کے لئے یہ صرف حکومت نے ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے تمام ممبران کی ذمہ داری ہے۔

جناب اسپیکر - شکریہ جی۔

میر عبدالکریم نوشیروانی - جناب _____

جناب اسپیکر - جی؟

میر عبدالکریم نوشیروانی - چیف منسٹر صاحب نے فرمایا تھا کہ وفاق کے ساتھ اس وقت جو تعلقات ہیں ان کے وہ بہتر ہیں ماشاء اللہ۔ آیا اگر یہ نوعیت تو چیف منسٹر

صاحب وفاق سے اپنا ہاتھ کھینچ سکتا ہے ؟

جناب اسپیکر - وہی تو فرما رہے ہیں وہ۔ یہی تو جواب دے دیا

ہے انہوں نے آپ کو اور کیا دیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی - جناب یہ جواب نہیں میں صرف ان سے پوچھتا

ہوں کہ اگر یہ صورتحال رہی تو آیا وہ وفاق سے اپنا ہاتھ کھینچ سکتا ہے بلوچستان کے حقوق پر ؟

قائد ایوان - جناب اسپیکر صاحب حقوق کے بارے میں

میرے خیال میں مجھے کریم نوشیروانی صاحب کی جو ہے نصیحت کی ضرورت نہیں ہے۔ حقوق

کے بارے میں ان سے زیادہ جانتا ہوں کہ حقوق کیا ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتا ہوں کہ

کیسے حقوق حاصل کیئے جاتے ہیں کیسے حقوق کے لئے صعوبتیں تھیلی جاتی ہیں۔ صعوبتیں

صرف کسی فراڈ Fraud کے سلسلے میں ہم نے نہ آج تک کاٹی ہیں وہ وقت کاٹی ہیں ہم نے حقوق

کے لئے کاٹی ہیں۔ آئندہ بھی ضرورت پڑی حقوق حاصل کرنے کے لئے ہم نے تو۔۔۔ میں

نے پہلے اپنے Statement میں کہا ہے کہ ہم نے Resolution کے حوالے سے کہا ہوا ہے۔ ہم

Court کی اگر ضرورت پڑی Supreme Court میں بھی جانے کے لئے تیار ہیں بلوچستان کے

حقوق کے لئے۔ میرے خیال میں کریم نوشیروانی اگر ہمارے ساتھ چلیں گے اس سلسلے میں ہم

اس کو ساتھ لے کر چلنے کے لئے تیار ہیں۔

میر عبدالکریم نوشیروانی - Question. This is the Last Question

جناب اسپیکر - No Question سوال نمبر ۱۰۳ میر جان محمد خان جمالی کا ہے دریافت

فرمائیں۔

۱۰۳ میر جان محمد خان جمالی -

کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ۔

کیا حکومت صوبہ کے بے روزگاروں کو نجی شعبہ خصوصاً نجی انڈسٹری میں

روزگار فراہم کرنے کی کسی اسکیم پر غور کر رہی ہے۔ تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

وزیر اعلیٰ -

اس صوبے میں نجی شعبہ بہت زیادہ فعال کردار ادا کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہے۔ بنیادی وجوہات میں سہولیات مثلاً مختلف مقامات تک سڑکوں، آب رسانی، بجلی گیس اور مصنوعات کی ترسیل / مارکیٹنگ وغیرہ کا فقدان ہے۔ سرکاری شعبے میں وسائل کی کمی کی وجہ سے ان سہولیات کا فراہم کرنے ایک دشوار امر ہے۔

ان ساری دشواریوں کے باوجود، صوبائی حکومت نے بہت ساری انڈسٹریل اسٹیمس قائم کی ہیں صنعت کاروں کو نئی صنعتیں قائم کرنے اور بیمار صنعتوں کی بحالی کے سلسلے میں اقدامات کرنے کے لئے مختلف مراعات دینے کی تجویز زیر غور ہے اس سلسلے میں وفاق سے بھی رجوع کیا جائے۔ تاکہ وہ اس صوبے کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسی پالیسی وضع کریں کہ نجی شعبہ آگے آسکے اور اس سلسلے میں فعال کردار ادا کر سکے۔

جناب اسپیکر۔ وزیر اعلیٰ صاحب۔

سردار محمد اختر مینگل (قائد ایوان)۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر وزیر اعلیٰ صاحب کے بیانات ہے کہ ۵۰ فیصد ملازمتیں انڈسٹریل اسٹیٹ جیسے کہ حب اور وندر ہے لوکل لوگوں کو دیا جائے اس پر ان کے بیانات سے ایسا لگتا ہے عمل درآمد نہیں کر رہے ہیں انڈسٹریلٹ وجہ کیا ہے کہ انڈسٹریلٹ اس چیز پر عمل درآمد نہیں کرتے۔

قائد ایوان۔ جناب اسپیکر ہماری صنعتوں کا زیادہ تر جال حب اور وندر میں ہیں ۱۹۸۸ء کے دور حکومت میں جس وقت نواب محمد اکبر خان بگٹی صاحب چیف منسٹر تھے باقاعدہ ایک نوٹیفکیشن جاری ہوا اور ایک معاہدہ ہوا تھا۔ انڈسٹریلٹ کے ساتھ کہ مقامی کوٹہ ۵۰ فیصد یعنی ۵۰ فیصد مقامی لوگوں کو بھرتی کیا جائے گا۔ پہلے تو کچھ نہ ہونے کے برابر تھا۔ ان احکامات کے بعد وہ کوٹہ بڑھتے ۳۵ فیصد پر پہنچا جب وہ حکومت ختم ہو گئی اس کے بعد جو حکومت آئی انہوں نے اس پر کوئی توجہ نہیں دی اور وہی کوٹہ جو ۳۵ فیصد پر پہنچا تھا مقامی

لوگوں کو ملازمتوں سے بے دخل کر کے وہ آکر ۲۰ فیصد ۲۳ فیصد پر پہنچ گیا۔ پھر گزشتہ دور بھی ہم لوگ چلتے رہے اسمبلی میں قراردادیں لائے لیکن کسی حکومت نے اس پر توجہ نہیں دی موجودہ دور حکومت میں ہم نے وہاں کے ایڈمنسٹریشن کو لیبر ڈیپارٹمنٹ کو سختی سے اس پر عملدرآمد کرنے کے احکامات جاری کیے ہیں کوئی بھی انڈسٹریز ہم یہ بھی نہیں چاہتے کہ جو ہم پر الزام لگائے جا رہے ہیں کہ یہاں پر یہ ترقی نہیں چاہتے یہاں پر انڈسٹریلز انڈسٹریز نہیں چاہتے وہ بھی ہم پر الزامات نہ آئے۔ مگر وہ جو ۵۰ فیصد کوڈ مقامی لوگوں کا ہے اس پر بھی ساتھ ساتھ عملدرآمد کیا جائے کوئی بھی صنعتکار یا کوئی صنعت اس پر عملدرآمد نہیں کرتی تو لیبر ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے کہ وہ ہمیں اس کے اعداد و شمار پیش کیے جائیں گے جو بھی اس احکامات کی پابندی نہیں کرتا تو اس کی NOC بھی منسوخ کی جائے گی۔

جناب اسپیکر۔ رخصت کی درخواست اگر ہو تو سیکرٹری اسمبلی پیش کریں۔

اختر حسین خاں (سیکرٹری اسمبلی)۔ سردار محمد صلاح بھوتانی صاحب نے

ذاتی مصروفیات کی بنا پر ۱۳ سے ۱۳ مئی تک کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے

(رخصت منظور ہوئی)۔

سیکرٹری اسمبلی۔ جناب شوکت بشیر مسیح نے چند مصروفیات کی بنا پر آج ۱۳

مئی کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ آیا رخصت منظور کی جائے (رخصت منظور

ہوئی)۔

تحریک التواء

جناب اسپیکر۔ تحریک التواء نمبر ۱۵ منجانب اسد اللہ بلوچ اور میر جان محمد خان

جہلی کی مشترکہ ہے میں اسد اللہ بلوچ سے کہتا ہوں کہ تحریک التواء پیش کریں۔

اسد اللہ بلوچ۔ جناب اسپیکر میں ایک انتہائی اہم انسانی مسئلے کی جانب اس

سازش کے تحت دیئے جا رہے ہیں ہم نے نہ کبھی ان فضلات کا مطالبہ کیا ہے نہ ہمیں ان کی ضرورت ہے۔ ہم نے ہر وقت بھوک کے خلاف بے روزگاری کے خلاف علاج کی خاطر ہمیں ہسپتال کی ضرورت ہے روزگار کی ضرورت ہے۔ نہ کہ ہمیں، گروپ کی جانب سے وہ ایٹمی فضلات جو انتہائی زہر ہے ہماری ساحل سمندر میں آکے ان زہروں کو پھینک کہ لاکھوں انسان اور سمندری مخلوقات کے جانوں کو ان کی زیست کو ختم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایٹمی فضلات زہر ہے ایک ڈرم کی لیک ہونے کی وجہ سے سمندر پچاس میل کے ایرے میں جو تابکاری اثرات ہوں گے نہ صرف سمندری مخلوقات کی زندگی کا مسئلہ ہے بلکہ ساحل کے قریب جو انسانوں کی آبادی ہے اس کے جو تابکاری کے اثرات ان پر بھی پڑیں گے یقیناً انتہائی زیادتی ہوگی تو ہم اس چاکری سرزمین کو کیا یہ یتیم خانہ ہے جو یہ، گروپ اپنے ایٹمی پلانٹ میں جو ایٹمی فضلات ہوں گے سمندر میں جب ان کی جہاز کے شپ میں رکھے جائیں گے تو دنیا کے کونے کونے میں جب یہ جائیں گے لوگ احتجاج کریں گے گرین پیس کے نام (WHO) کے نام احتجاج کیئے جاتے ہیں کیا یتیموں کی سرزمین ہی ہے۔ بلوچستان اور بلوچستان کی ساحل ہے جو ترقی کے بجائے ہمیں زہر دیئے جاتے ہیں ہم اس کی مذمت کرتے ہوئے اگر یہ گنوانے عمل کے کاروبار کو نہیں روکا تو ہم سر پر کفن باند کر رکوانے کی کوشش کریں گے۔ مہربانی۔

جناب اسپیکر۔ شکر یہ جی۔ میر جان محمد جمالی صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی۔ جناب اسپیکر بڑی عجیب بات ہے کہ سپریم کورٹ کا بھی فیصلہ ہے پھر بھی ہمارے ڈیپارٹمنٹ سوائے ہوتے ہیں اس چیز کو چیک نہیں کر رہے ہیں۔ یہ بات میں ریکارڈ پر لاؤں گا۔

سپریم کورٹ کا یہ فیصلہ ہے کہ۔ پی ایل ڈی ۱۷۳ کے صفحہ نمبر ۱۲۲۔ ۱۲۹۔ ۱۔ میں حکم ہے کہ نیوکلر ویسٹ کو کسی بھی طرح پاکستان کے ساحلوں کے قریب۔ پاکستان کے بندرگاہوں کے قریب نہیں چھوڑنا۔ ایک جہاز آتا ہے نیوکلر ویسٹ سمندر کے اندر پھینک دیتا ہے۔ اور کوئی

پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں سپریم کورٹ کے حوالے سے کہوں گا کہ ان لوگوں کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ جن سے یہ ہوا ہے یہ جلتے ہوئے کہ نیو کھر ویسٹ۔ ایک چرنوبل میں دھماکہ ہوتا ہے ہوا کے زور پر۔ یورپ والے اپنے ماٹے بھی کھانا چھوڑ دیتے ہیں دودھ پینا بھی چھوڑ دیتے ہیں اس قسم کے اگر نیو کھر فیوز جاتا ہے جاپان کے نیو کھر شیشن پر۔ تو فرانس سے لے کر جاپان کے ساحل تک تو گرین پیس والے ان کو روکنے کے لئے ان کے خلاف ایکشن اٹھانے کے لئے بھاگ جاتے ہیں۔ افسوس ہوتا ہے کہ یہاں گوادر میں لینڈ کر جاتے ہیں اور یہاں گرین پیس والے سوئے ہوئے ہیں۔ یا تو پھر گورا گورے کی طرف داری کرتا ہے۔ ان کو نہ ہمارے ساحلوں کا انٹرسٹ ہے نہ وہ چاہتے ہیں کہ یہ ڈمپنگ گراؤنڈ **dumping ground** آف نیو کھر ویسٹ **waste** یہ علاقے بن جائیں۔ یہ اس لئے ڈمپنگ گراؤنڈ آف نیو کھر ویسٹ بن رہے ہیں یہ ہماری نالی کا ثبوت ہے۔ چاہے وفاقی اداروں کا یا صوبائی اداروں کا۔ میں تو کہتا ہوں سپریم کورٹ کے فیصلے کے بعد بات کرنے کی گنجائش بھی نہیں رہتی۔ میں تو اس ایوان سے کہوں گا کہ ایک مشترکہ لائحہ عمل طے کرے کہ ۴۴ کلو میٹر جو کہ ہمارا ساحل ہے۔ اگر یہ سارے کے ساتھ ایسا کر جائے او کوئی پوچھنے والا ہی نہ ہو۔ پھر ہم کہاں کے ٹھہریں گے۔ اور پاکستان کا مستقبل اس ساحل کے ساتھ وابستہ ہے بے شک انڈیا کے ساتھ ٹریڈ کیجئے۔ اور ہمارے بڑے صوبے یہ کریں لیکن پھر گھوم پھر کر واپس آنا ہے بلوچستان کا علاقہ۔ ۴۴ فیصد ہے۔ آبادی بھی کم ہے جس دن گوادر پورٹ ڈیولپ **develop** ہو گیا وہ پتہ چلے گا کہ لوگوں کا یلغار روانہ ہو جائے گا۔ گوادر اور ہمارے بارڈر لائن کی طرف۔ تو میں اس ایوان کے توسط سے سارے دوستوں کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس دن کی بھی تیاری کریں۔ اور نیو کھر ویسٹ کو بھی چیک کریں وہ ابھی سے سبوتاژ کر رہے ہیں گند کر رہے کہ یہ ان فنٹ ہے سی لائف کے لئے۔ یا لائیو سٹاک کے لئے۔ نباتات کے لئے انہی الفاظ کے ساتھ میں گزارش کروں گا کہ اس کو ایڈمٹ **admit** کیا جائے اور کوئی نہ کوئی ایکشن لینے کے لئے اس پر یہاں تجویز دیا جائے۔ بہت شکریہ۔

سردار عبدالرحمان کھیتران - جناب اسپیکر - میں صرف ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ سوال یہ ہے کہ یہ جہاز جو یہاں آیا ہے ایسٹرن لائن - کیا یہ شپ بریکنگ کے لئے آیا ہے یا یہ کارگو تھا اگر یہ شپ بریکنگ تھا - اگر یہ شپ بریکنگ کے لئے لایا گیا ہے تو حکومت کے پاس اختیارات ہیں کہ وہ اس کو گرفتار کر کے کیس چلا سکتے ہیں اگر یہ کارگو تھا تو اس پر بھی کارروائی ہو سکتی ہے - یہاں یہ واضح نہیں ہے کہ یہ جو پلاٹ نمبر ۴۰ - پر جہاز آیا ہے یہ بریکنگ کے لئے آیا ہے یا کارگو کے لئے آیا ہے -

جناب اسپیکر - اس کا بعد میں جواب آجائے گا - بحث کی اجازت نہیں ہے صرف ایڈمیزبلٹی پر مختصر بات کریں گے -

عبدالرحیم خان مندوخیل - جناب والا - ایک پوائنٹ Point یہ ہے کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے - عرض ہے کہ اس کو ایسے ہی نہ نمٹا دیا جائے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے باؤس سے اور آپ سے گزارش کروں گا کہ اس پر بالکل بحث ہونی چاہئے - اس پر بحث ہو جائے کیونکہ یہ مسئلہ بار بار آیا ہے - بڑا شویشاک مسئلہ ہے - انسانی اور سمندری حیات کا - اس پر بات ہونی چاہئے -

جناب اسپیکر - ٹھیک ہے بیٹھے - جی ہاں وزیر اعلیٰ صاحب -

سردار محمد اختر مینگل (قائد ایوان) - جناب اسپیکر - واقعی یہ بات حقیقت ہے مقامی اخبار کوستان میں یہ خبر چھپی تھی جس وقت میں اسلام آباد میں تھا تو یہ خبر چھپی تھی - اور وہاں میں نے یہ خبر پڑھی تھی - اس کے ساتھ ساتھ کل کے اور آج کے اخبار میں ایک اور خبر بھی آئی ہے - کہ ڈیرہ مراد جمالی میں ایک بکری نے انسانی بچے کو جنم دیا ہے - اسپر بھی تو بحث ہونی چاہئے ایک اور خبر میں نے اسلام آباد کے ایک اخبار میں پڑھی تھی کہ دو ہزار میں قیامت آنے والی ہے پہلے ہم اپنا بوری بستر باندھ کر تیار ہو جائیں یہ بھی تو ایک خبر تھی اس پر بھی بحث ہونی چاہئے - جہاں تک اس خبر کا تعلق ہے جناب اسپیکر گڈانی میں شپ بریکنگ پراجیکٹ ہے اس میں ۲۴ پلاٹ ہیں - جہاز توڑنے کی صنعت ہے - تو کھیتران صاحب کے اس

سوال کی میں وضاحت کروں کہ وہاں جہاز شپ بریکنگ کے لئے آتے ہیں وہ پلاٹ جو اس کے لئے استعمال ہوتے ہیں ہر پلاٹ جو ہے کرہ چار ایکڑ کا ہوتا ہے۔ پلاٹ نمبر ایک سے لے کر ایک سو ایک تک پرائیویٹ مالکان کے پاس ہے۔ ۱۴ سے لے کر ۳۱۳ تک بی ڈی اے کے حوالے ہیں۔ جب یہ خبر ہمیں پہنچی۔ ہم نے وہاں کی مقامی انتظامیہ کو ہدایت کی اور اب تک وہ جہاز ۷۸ نمبر پلاٹ پر لنگر انداز ہے کھڑا ہے۔ جو کہ پرائیویٹ شعبے کی ملکیت ہے۔ اس جہاز کو فی الحال کسٹم نے بھی این او سی جاری نہیں کیا ہے۔ جب جہاز لنگر انداز میں ہوتا ہے تو کسٹم کی طرف سے اس کو این او سی جاری کی جاتی ہے۔ اس کو ابھی تک این او سی جاری نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ بیلہ ضلع میں الیکشن ہو رہے ہیں اور مقامی انتظامیہ اس میں مصروف تھی اس کے باوجود ڈائریکٹر فشریز اور ہماری انتظامیہ کو ہم نے ہدایت جاری کی تھی انہوں نے اپنے طور پر دیکھا اس میں ایسی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود بھی جب الیکشن خدا کے فضل سے بخوبی سرانجام پا جائے۔

شاید ہر ایک آدمی اس کے لئے باقاعدہ سمجھ نہ رکھتا ہو۔ اس کے لئے باقاعدہ لوگ بھیجیں گے اگر کوئی جہاز اس میں لوٹ ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اس کی میں یقین دہانی کرتا ہوں اس ہاؤس کو۔ اور ۱۹۹۲ میں سپریم کورٹ کا فیصلہ ہوا ہے کہ جو جہاز نیوکلر یا دیگر صنعتی سواد کا جہاز گڈانی ساحل میں توڑنے کے لئے نہیں لائے گا۔ نہ صرف آپ کے گڈانی میں بلکہ ملک کے تمام حصوں میں چاہے اس میں پرائیویٹ صنعت کے صنعت کار شامل ہوں چاہے جو شپ وہاں پر آیا ہو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی تو میں ممبر موصوف کو یقین دہانی کرتا ہوں اور ممبر موصوف کو اس پر مزید زور نہیں دینا چاہئے۔

جناب اسپیکر۔ شکریہ جی۔ قائد ایوان کی یقین دہانی کے بعد دونوں معرک صاحبان اس پر زور نہیں دیں گے۔

اسد اللہ بلوچ۔ میں کہتا ہوں۔ اس پر زور دینا چاہئے۔ کیونکہ سمندری حیات کا مسئلہ ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے تو یہ کہا کہ یہ اخباری خبر ہے میں یہ مانتا ہوں کہ یہ اخباری خبر

ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ جیونی سے لے کر گڈانی تک کا ساحلی علاقہ ایسا بے یارو مددگار پڑا ہوا ہے وہاں ساحل کی حفاظت کے لئے کوئی انتظام نہیں ہے اور ہم لوگ وہاں پر دیکھتے ہیں۔

اس کی اہمیت ان مثالوں سے کم نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ یہ بڑا اہم سنجیدہ اور تشویش ناک مسئلہ ہے۔

سر دار عبدالرحمان کھیتران۔ جناب اسپیکر۔ قائد ایوان نے یقین دہانی کرا دی ہے یہ اخباری خبر ہے اخباری خبر تو بہت ساری ہوتی ہیں یہ کہیں کوٹ کا مسئلہ تو نہیں ہے۔

جناب اسپیکر۔ قائد ایوان کی اس مکمل یقین دہانی کے بعد آپ اس پر بحث اور پریس کریں گے۔

جناب اسپیکر۔ قائد ایوان نے تو کما بکری کے بچے کا مسئلہ نہیں۔

اسد اللہ بلوچ۔ جناب یہ اتنا اہم مسئلہ ہے بلوچستان کے لوگوں کا جو ساحل ہے میں یہ سمجھتا ہوں سارے پاکستان کی معیشت اس ساحل سے وابستہ ہے لیکن اس بڑے مسئلے کو ایک بکری کے بچے کے تشبیہ دی اس پر بحث کی جائے۔

کہ وہاں جہاز گزرتے ہیں۔ وہاں ایٹمی فضلات گراتے ہیں۔ آپ صبح اٹھیں گے تو آپ کو ٹھیلیاں مری ہوئی نظر آئیں گی۔ یہ اس وجہ سے ہے کہ ایٹمی فضلات وقتاً فوقتاً گرایا جاتا ہے۔ میں چاہتا ہوں اس پر پوری طرح بحث ہونی چاہئے۔ کیونکہ یہ ساحل کے لئے ایک اہم مسئلہ ہے اس لئے میں وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس پر بحث کی جائے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب اسپیکر۔ ایٹمی فضلہ کا مسئلہ اور پھر یہاں

اس کی یہ حقیقت ہمارے سمندر میں اس کو پھینکا گیا۔ اس حد تک تو قائد ایوان نے بھی کہہ دیا

کہ ایسٹرن لائن جہاز آیا ہے۔ اور یہ جب جہاز جاتے ہیں شپ بریکنگ کے لئے اس کے علاوہ

خود ایک ایسا میٹریل لے کے آتے ہیں ارادے سے سازش سے۔ اس کے علاوہ بھی اس میں

کام ہوتا ہے جو صحت کے لئے خطرناک ہوتا ہے لیکن یہاں قائد ایوان نے جب ڈیرہ مراد جمالی

میں ایک بکری کے بچے کا مسئلہ اور اخبار میں دو ہزار والے مسئلہ کا ذکر کیا۔ اس کو اس کے

ساتھ موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ تشویش ایک حقیقت پر مبنی ہے اور اس پر جیسا کہ قائد ایوان نے کہا اس کے بارے میں انکواری کی جائے۔

جناب اسپیکر۔ جی جان صاحب۔

میر جان محمد خان جمالی۔ ٹریڈری پنچرے تو ان کا پوائنٹ آف ویو آگیا۔ اس سلسلے میں میری جناب اسپیکر سے گزارش ہے جناب اسپیکر۔ وزیر اعلیٰ صاحب کو ایکشن لینا پڑے گا اور سپریم کورٹ کے فیصلے پر عمل درآمد کراتے ہوئے جو بھی لس بیلا کے ممبر آئیں گے انشاء اللہ پتہ لگ جائے گا۔ وہ پھر اپ نوٹس رکھیں اس ایوان کو۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ یہ موقف جو قائد ایوان کی طرف سے آیا ہے اس کو صحیح سمجھتے ہوئے اس تحریک التواء کو ایڈمٹ نہیں کرتا اور اس پر بحث کی اجازت نہیں دیتا۔ تھینک ویو دیری۔

جناب اسپیکر۔ رحیم صاحب اس پر بحث نہیں ہوگی۔

جناب اسپیکر۔ عبدالرحیم خان مندوخیل تحریک التواء نمبر ۱۳ پیش کریں۔

عبدالرحیم خان مندوخیل۔ تحریک التواء نمبر ۱۳

جناب اسپیکر۔ ہم اس معزز ایوان کے قواعد انضباط کا ۱۹۷۳ء کے قاعدہ نمبر ۷۰ کے

تحت اس تحریک کا نوٹس دیتے ہیں کہ اس معزز ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر عوامی

اہمیت کے اس فوری مسئلہ پر بحث کی جائے، کہ صوبہ بلوچستان کو بجلی کے نرخ میں جو سب

سبسڈی دی جاتی تھی۔ اس کو فوری طور پر ختم کر دیا گیا ہے اس صوبے کے مختلف شعبہ ہائی

زندگی کو بالعموم اور زرعی شعبہ کو بالخصوص ناقابلِ طمانی نقصان پہنچا ہے۔

اخباری تراشہ لف ہے۔

جناب اسپیکر۔ تحریک یہ ہے کہ صوبہ بلوچستان کو بجلی کے نرخ میں جو سبسڈی

دی جاتی تھی۔ اس کو فوری طور پر ختم کر دیا گیا ہے۔ اس صوبے کے مختلف شعبہ ہائی زندگی کو

بالمعوم اور زرعی شعبہ کو بالخصوص ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے۔

اخباری تراشہ لف ہے۔

جی اور نمبر ۲ مطفیٰ خان جی ٹھیک ہے ایک ہی بڑھین جی ہاں تو میں عبدالرحیم خان سے عرض کروں گا کہ آپ اس کے بارے میں کچھ کھنا چاہیں گے ایڈمیزیبلٹی (admissibility) پر۔

جناب اسپیکر۔ مصطفیٰ خان ترین کی بھی یہی تحریک التواء ہے۔

میں عبدالرحیم خان سے کہوں گا کہ وہ اس کی ایڈمیزیبلٹی

(admissibility) پر کھنا چاہیں گے۔

عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا۔ مجموعی طور پر ہمارا صوبہ یعنی اتنا

پہماندہ رکھا گیا ہے۔ اور اس کی وجوہات اس اسبلی میں بھی باہر بھی ہمارے لوگوں کو معلوم ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے جو پراجیکٹ ترقی کے ہوتے ہیں یا جو خرچہ ہوتا ہے یہ ہمارے صوبے کے بارے میں۔ ابھی جیسے سروسز کی بات ہے کبھی بھی ایک پرنٹ بھی اس پر عمل نہیں ہوا ہے۔ پچاس سال گزرے ہیں کچھ دنوں واپڈا کے ترجمان نے کہا تھا کہ ہمارے تمام صوبے کے لئے اس وقت ساڑھے تین سو میگا واٹ بجلی کی ضرورت ہے۔ زیادہ سے زیادہ۔ اس وقت اڈھائی سو میگا واٹ بجلی ہمیں نہیں ملتی۔ ایک لائن دو سو بیس سنگل سرکٹ گڈو سے سی تک اور سی سے صوبے کے دوسرے حصوں سے کونٹہ پہنچا کر بجلی پہنچائی گئی ہے۔ ایک سو بیس میگا کا ایک او سرکٹ ڈیرہ غازی خان سے آ رہا ہے۔

یعنی مجموعی طور پر ہمارے صوبے کی بجلی کی ضرورت کو بالکل نظر میں رکھا نہیں گیا۔ اس میں فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں سبسیڈی ملتی۔ یعنی سبسیڈی کے معنی ہمارے نرخ میں رعایت۔ ہمارے علاقوں میں سب کو پتہ ہے مجھے یقین ہے اس میں اختلاف نہیں ہے کہ پانی بہت نیچے ہے اس پر خرچہ بہت زیادہ ہو گا۔ اور ہمیشہ ہمارے زمیندار اور کاشتکاران کو یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ انہیں بڑے بڑے بسل دینے پڑتے ہیں۔ اب اچانک اس کو ختم کر دیا گیا۔

اس کے قابل ہمارے لوگ نہیں تھے۔ اب ۸۔ ۹ مئی کو فیصلہ ہوا ہے کہ سبسیڈی جو ہمارے صوبے کے لئے تھی وہ سبسیڈی ختم کی۔ اور سبسیڈی کو جناب اس بات پر میں تکرار کروں گا کہ ہمیں بجلی اپنی ضرورت کی نہیں مل رہی۔ اور جو مل رہی تھی وہ اس کا نرخ بہت زیادہ ہے۔ ہمارے برداشت سے بھی بہت زیادہ۔ اور ہم غریب لوگ ہمارا گزر اوقات بڑا مشکل۔ بلکہ ایک پہلو میں یہ بھی توجہ دلاؤں گا جناب والا۔ زراعت ہمارے صوبے کا بنیادی معاشی عنصر ہے اس کو جب تک ترقی نہیں دیں گے تو بالکل ہمارے صوبے کی کوئی نہ تعلیمی سماجی۔ نہ کوئی اور ترقی ہو سکتی ہے۔

تو اس زراعت پر یہ ایک معمولی قسم کی رعایت تھی۔

یہ بھی انہوں نے ختم کی۔ تو ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ واقعی ہمارے لئے پبلک اہمیت کی ہے۔ فوری اہمیت کی ہے۔ صوبائی حکومت کا ایک ٹھمہ ہے اریگیشن اینڈ پاور۔ یہ براہ راست زراعت کی ترقی اور بجلی سے منسلک ہے۔ یہ براہ راست صوبائی حکومت سے متعلق ہے۔ تو میں رکوئسٹ **Request** کروں گا کہ یہ مسئلہ رول کے مطابق اسے ایڈمٹ ہونا چاہئے۔ اس پر بحث ہونی چاہئے اس پر پوری طرح باؤس بحث کرے۔ اور ہو سکتا ہے کہ ہم اس پر حلقہ قرار داد پاس کریں۔ یہ باؤس کی مرضی ہے۔ لیکن ایڈمٹ ہو کے اس پر بحث ہونی چاہئے۔ رولز کے مطابق اس کو ایڈمٹ کیا جائے جب منظور ہوگی تو اس پر بعد میں بحث کروں گا۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔۔۔ شکریہ جی۔ سردار مصطفیٰ خان ترین صاحب۔

آپ محرک ہیں۔ اس پر بات کریں۔

سردار غلام مصطفیٰ خان ترین۔۔۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب اسپیکر حقیقت میں دیکھا جائے تو اس صوبے کے ساتھ ناانصافیاں تو ہوتی رہیں ہیں لیکن اس صوبے میں جو زمیندار حضرات کے ساتھ جو ناانصافی ہو رہی ہے اس پر ہم ایوان کو ابھی کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا۔

کیونکہ دن بدن زمیندار طبقے کو روز بروز مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کبھی بجلی کے بل زیادہ ہوتے ہیں۔ اور ابھی انہوں نے کچھ رعایت دی تھی بلوں کی وہ بھی انہوں نے واپس لے لی۔ جیسے جناب اسپیکر صاحب آپ کو معلوم ہے کہ یہ مرکزی گلگت ہے۔ اور وہ ہمیں اس صوبے کو بغیر کچھ دیئے ہوئے اور اپنی ہی مرضی سے ہمارے اوپر جو بھی لاگت جو بھی ہے وہ ہم پر یہاں پھینک دیتے ہیں ہم لوگوں میں سے آج تک کسی نے اس کی نہیں کی۔ جناب اسپیکر صاحب آپ کو پتہ ہے عین چار روز پہلے ہی زمینداروں کی ہڑتال ہوئی ہے اور روزانہ بھی۔ ایک طرف ہماری بجلی کی بحالت ہے کہ اس سیزن میں جبکہ زمیندار کی فصل کی سیزن ہوتی ہے اس ٹائم بجلی نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے اور ان سے سو فیصد بل وصول کی جاتی ہے اس پر بار بار زمینداروں نے سب نے چیخیں ماریں لیکن کسی نے نہیں سنی تو جناب اسپیکر۔ خود آپ دیکھیں کہ ابھی سیزن آ رہا ہے اور چوبیس گھنٹے میں اگر زمیندار کو آٹھ گھنٹے بجلی مل جائے تو وہ قیمت ہو گا۔ جناب اسپیکر صاحب ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس پر بحث ہونی چاہئے یہ بحث کے لئے منظور ہونی چاہئے۔ یہ ہمارے صوبے کا مسئلہ ہے انسانی مسئلہ ہے ہمارے صوبے کا سب دار مدار اس زراعت پر ہے ہمارے پاس اور کیا ہے ہمارے پاس کچھ نہیں ہے یہی ہے جو ہم زراعت پر اپنی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اگر اس پر ہم بحث نہیں کریں۔ اس پر ہمدردانہ غور نہ کریں تو جناب اسپیکر ہمیں عوام معاف نہیں کریں گے۔ ہم ایک دفعہ پھر کہتے ہیں کہ اس کو بحث کے لئے منظور کیا جائیے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر۔ شکریہ۔ حکومت کی جانب سے کوئی وزیر صاحب۔ جی مولانا صاحب۔

مولانا امیر زمان (سینئر فیسر)۔ جناب اسپیکر۔ جہاں تک اس قرارداد کا تعلق

ہے سبڈی کے متعلق یہ واقعاً ایک اہم مسئلہ ہے جس دن یہ مرکز کی طرف سے یہ اعلان ہوا

کہ بلوچستان کے زمینداروں کے لئے سبڈی کو ختم کیا گیا ہے تو اسی دن ہمارے وزیر اعلیٰ

صاحب کا بیان شائع ہوا ہے۔ اگر دیکھا ہو وہاں پر یہ بات اٹھایا کہ ہمارے ہاں جو سبڈی کی

ہمارے زمینداروں کی رعایت تھی۔ وہ ختم کر دیا ہے یہ تو مرکز کی طرف سے انصاف نہیں ہے

- جو مرکزی حکومت کرتی ہے یا واپڈا کرتی ہے بلکہ وہاں میٹنگ میں ہم نے مشن بھی دکھایا مرکزی حکومت کو کہ یہاں سے واپڈا کے چیئرمین اور جو دیگر عملہ ہے وہ آپس میں بیٹھ کر کے خود فیصلہ کیا ہے کہ جو بلوچستان کو ملنے والی امداد ہے اس نے مرکز کو لکھ کر دیا ہے کہ یہاں بلوچستان میں ٹیوب ویل ٹرانسفارمر اور بجلی وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جب سبسیڈی کی بات ہے تو جہاں تک ہمارے حکومت کی طرف سے بات ہے ہم نے وہاں مرکز میں بھی یہ مسئلہ اٹھایا ہے اور خدا جانے وہ کس حد تک اس پر عمل کر لیں گے۔ اور اخبارات کی حد تک بھی ہم نے اس مسئلے کو اٹھایا ہے اگر ممبر حضرات چاہتے ہیں کہ ہم اس پر بحث کریں۔ ہم بے شک اس کو منظور کرتے ہیں۔ کہ اس پر بحث ہو جائے اور یہ اہم مسئلہ ہے ہم اس سے انکار نہیں کرتے کہ اس پر بحث نہ ہو۔ لیکن واپڈا سے متعلق جو بات ہے وہ ہم نے میٹنگ میں ہی اٹھایا ہے وہاں۔ اور اخبار کے ذریعے بھی کہا ہے کہ یہ مسئلہ یا باقی مسائل اگر آپ یہاں اس فورم پر حل نہیں کر سکتے ہیں تو وہ فورم جو این ایف سی N.F.C وغیرہ کا ہے۔ جس کی صدارت وزیر اعظم کریں گے اس میں رکھیں تاکہ وہاں پر ہم یہ مسئلہ اٹھائیں اگر وہاں سے بھی انکار ہو تو ہم پھر ساتھیوں کے ساتھ سوچ لیں گے مشورہ کر لیں گے کہ بلوچستان کے لئے کیا کرنا ہے۔ اگر ساتھی چاہتے ہیں تو منظور کر لیں۔

اسد اللہ بلوچ۔ جناب میں مندو خیل صاحب کی اس تحریک کو بیک سپورٹ کرنا ہوں اور اس کو بحث کے لئے منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر۔ وزیر صاحب کی اس شیٹمنٹ کے بعد میں سمجھتا ہوں اس سیشن میں بحث کر لیں گے۔ کوشش کروں گا جیسا ممکن ہے کریں گے۔

عبدالرحیم خان مندو خیل۔ جناب اس سیشن میں رکھیں جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ وزیر اعظم سے میٹنگ ہونے والی ہے اس ہاؤس کی طرف سے کوئی متفقہ چیز رکھیں۔ اس میں اس کی زیادہ اہمیت ہے۔

جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے۔ اس کو جلد رکھ لیں گے میں گورنمنٹ سے بات کر لوں گا۔

میر محمد عاصم کر دو۔ کل کی کارروائی مختصر ہے اگر کل رکھ دیں۔

جناب اسپیکر۔ ٹھیک ہے میں عبدالرحیم خان صاحب اور مولانا صاحب سے بات کر کے رکھ لیں گے۔

جناب اسپیکر۔ ملک محمد سرور خان کاکڑ تحریک التواء، ۱۰ پیش کریں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ۔

میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کے رول، ۱۰ کے تحت ۱۰ اس معزز

ایوان کی توجہ اس اہم اور فوری نوعیت کے واقعات کی جانب مبذول کراتے ہوئے تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ کہ صوبے میں ناقص منصوبہ بندی کی وجہ بلوچستان میں گندم کی بحران کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔ محکمہ خوراک کی سست روی اور غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے روزانہ سو سے ڈیڑھ سو ٹرک گندم آنا افغانستان سمگل ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے صوبے میں بعض علاقوں میں آٹے کی قیمتیں آسمان سے بائیں کر رہی ہیں۔ جس سے عوام کو منگائی کی چکی میں پھسا جا رہا ہے اور آٹا غریب عوام کی دسترس سے باہر ہوتا جا رہا ہے۔ لہذا اس فوری اور اہم نوعیت کے مسئلہ پر اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر۔ تحریک التواء یہ ہے کہ۔

میں اسمبلی کے قواعد و انضباط کار کے رول، ۱۰ کے تحت ۱۰ اس معزز ایوان کی توجہ اس اہم اور فوری نوعیت کے واقعات کی جانب مبذول کراتے ہوئے تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ کہ صوبے میں ناقص منصوبہ بندی کی وجہ بلوچستان میں گندم کی بحران کا خطرہ بڑھ رہا ہے۔ محکمہ خوراک کی سست روی اور غلط منصوبہ بندی کی وجہ سے روزانہ سو سے ڈیڑھ سو ٹرک گندم آنا افغانستان سمگل ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے صوبے میں بعض علاقوں میں آٹے کی قیمتیں آسمان سے بائیں کر رہی ہیں۔ جس سے عوام کو منگائی کی چکی میں پھسا جا رہا ہے اور آٹا غریب عوام کی دسترس سے باہر ہوتا جا رہا ہے۔ لہذا اس فوری اور اہم نوعیت کے مسئلہ پر اسمبلی کی کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر۔ محرم محمد سرور خان کاگز اس کی ایڈمیٹریٹی پر کچھ ارشاد فرمائیے۔

ملک محمد سرور خان کاگز۔ جناب والا آپ کو معلوم ہے کہ بلوچستان میں ابھی بہت بڑا آئے کا بحران آیا اور عوام کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس کے باوجود اس ہاؤس میں کئی سوالات اور تحریک بھی پیش ہوئے کہ بلوچستان میں جو آئے کی قلت ہے یا قحط ہے اس کو کس طرح سے دور کیا جا سکتا ہے۔ لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج بھی افغانستان کے لئے سویا ڈیرہ سوڑک سمگل ہو رہا ہے اور یہ جب ہم ڈپٹی کمشنر سے رابطہ کرتے ہیں کہ ان کو آنا نہیں ملا۔ تو یہ کہتے ہیں کہ آنا بالکل ہر جگہ دستیاب ہے کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہے لیکن ایسا بھی نہیں ہے لیکن یہ سارا واقعہ جو ہے وہ غلط ہے اور جھوٹ پر مبنی ہے۔ کیونکہ ہمک ہمارے پاس آتے ہیں کہتے ہیں کہ آنا ہمیں نہیں مل رہا ہے ہم نے گزارش کی تھی کہ آنا دیا جائے اور ابھی میں اپنے علاقے گیا تھا اور وہاں سے پتہ چلا کہ وہاں سے سو ڈیرہ سوڑک گندم روزانہ افغانستان سمگل ہو رہے ہیں۔ ابھی ہمیں پتہ نہیں ہے کہ آیا وفاقی حکومت نے اس آئے کے بارے میں کوئی راہداری یا اجازت افغان حکومت کو دی ہے۔ یا ہمارے جو صوبائی حکومت ہے یا ڈپٹی کمشنر کے پرمٹ سے گندم چن کھنچ جاتی ہے وہاں سے افغانستان سمگل ہو جاتی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری صوبائی حکومت واضح بیان دے کہ آیا وہ کونے ادارے ہیں وفاقی حکومت ہے یا صوبائی حکومت ہے جس نے لوگوں کو سیشنل پرمٹ دیئے ہیں گندم افغانستان بھیجنے کے لئے۔ یا صوبائی حکومت اپنے صوبے کے اندر مختلف علاقوں میں گندم تقسیم کرنے کے لئے یہ راہ داری وغیرہ دیئے جاتے ہیں جس کا بعد میں غلط استعمال ہو رہا ہے تو یہ ایک واضح بات ہے اس کا پتہ ہونا چاہئے کہ ہمیں بتایا جائے کہ آیا یہ صوبائی حکومت نے سیشنل پرمٹ دیئے ہیں اور آیا اس کو اختیار حاصل ہے وہ سیشنل پرمٹ دے۔

یہ آنا افغانستان سمگلنگ کیا گیا ہے یا اگر وفاقی حکومت نے یہ پرمٹ دی ہے تو وہ بھی یہاں پر پالیسی واضح ہونا چاہئے تاکہ لوگوں کے ذہنوں سے یہ شکایت اور الجھن ختم ہو دوسری بات یہ

ہے آج ہی افغانستان کے سفیر نے بھی یہ بیان دیا ہے کہ افغانستان کو جو گندم پاکستان سے ملتا ہے اگر وہ افغانستان سے بات کر کے وہاں کے حکومت کے ضرورت کے مطابق اگر گندم افغان حکومت خود منگائے تو زیادہ بہتر ہو گا اور اس سے سمگلنگ بھی ختم ہو جائے گی اور یہ جو ہمارے صوبے میں ایک نئے نئے اسکینڈل نکل رہے ہیں گندم کے بارے میں یہ بھی ختم ہو جائے گا تو ابھی میں جانا چاہتا تھا کہ یہ پالیسی واضح ہو جانا چاہئے اور اس کے بارے میں ایک صحیح بیان بھی آنا چاہئے تاکہ لوگوں کے ذہنوں میں یہ الجھنیں ختم ہو کیونکہ ہم ایک دوسرے کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں کہ یہ گندم وفاقی حکومت فروخت کر رہی ہے یا صوبائی حکومت بیچ رہی ہے اس کے بارے میں کیا وہ ہے جناب والا حال ہی میں ایک Statement showing

undelivered quantity of wheat during the year 1994-1995-1996-1997

require against undelivered quantity ایک ٹھیکیدار کو عین لاکھ ۵۲ ہزار ۲۵۰ پوری گندم دیا گیا ہے جس کی قیمت ۱۹ کروڑ ۴ لاکھ روپے بنتی ہے جو اب تک اس ٹھیکیدار نے انیس کروڑ روپے اب تک ٹھکمہ food کا قرض دار ہے ہم یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ ٹھکمہ food کو یہ اختیار کیسا ملا ہے کہ وہ ایک ٹھیکیدار کو ۱۹ کروڑ ۴ لاکھ روپے کا گندم قرضے دیتا ہے جب کہ اس کے تمام جو اس کے ڈیپازٹ ہے یا سیکورٹی تھے وہ بھی تقریباً دس کروڑ روپے بھی اس کو بھی جھٹکے دینے کے بعد پھر بھی ۱۹ کروڑ ۴ لاکھ روپے حکومت کا ان کے طرف جاتے ہیں تو جناب والا آپ بہتر جانتے ہیں کہ آج کل پاکستان میں یا خاص کر صوبہ بلوچستان میں فوڈ کے اوپر جتنا پیسہ لگتا ہے خاص کر سبڈی میں کراچیوں میں جتنا ہمارے صوبے پر بوج آ رہا ہے اور ہمارے صوبے کو نقصان ہو رہا ہے تو اگر ہم یہ سوچے کہ ہم صوبے کے مفاد میں ہے یہ ایک تجویز ہے کہ جتنا بھی آنا گندم ہم لوگ منگواتے ہے اگر ہم ان کو یا لوگوں کو اجازت دیں کہ وہ گندم ایران سے بلوچستان لے آئے تو وہ اس سے سستا بھی ہو گا اور بہتر کوالٹی بھی ہوگی اور لوگوں کو شکایت بھی نہیں ہوگی اور سب لوگوں کو ملتا رہے گا بجائے اس کے کہ اس پہ اربوں روپے سبڈی کے شکل میں اور

کراہوں کے شکل میں اور کرپشن کی شکل میں جب اس صوبے کو اربوں کا نقصان ہو رہا ہے تو ہم کیوں نہ اس فوڈ ڈیپارٹمنٹ کو ختم کر کیوں ایک آزاد پالیسی نہ اپنائے تاکہ جب ہمارے آنا افغانستان سمگنگ ہو سکتا ہے تو ایران سے بھی آنا آسکتا ہے اس میں کوئی گناہ نہیں ہے اگر پھر بھی اگر صوبائی حکومت یہ سمجھتی ہے تو رائیڈاری کے شکل میں ایران سے آنا بلوچستان لے آئے تاکہ بلوچستان کے لوگوں کو صاف سمجھرا آنا لے اور اس کی کوالٹی اچھی ہو اور وہ تمام ٹھکمہ فوڈ کے اس سے آزاد ہو کیونکہ ٹھکمہ فوڈ بلوچستان کے لیے ایک سفید ہاتھی بن چکا ہے اور یہاں daily کروڑوں کا غبن ہو رہا ہے تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں جناب والا آپ کے توسط سے قائد ایوان کے طرف کے بھائی یہ جو ٹھکمہ فوڈ ہے اور اس کی جو اسکیڈلز ہے ان سے اپنے صوبے کو مالی نقصان پہنچائے بغیر اگر ہم باہر کے گندم منگائے تو کونسا نقصان ہے۔

جناب اسپیکر! میرے خیال میں خوراک پہ اس ایوان میں میر محمد اسلم کیسکی۔ تمام اراکین نے تفصیلاً آپ نے اجازت دی تھی اور اس پر دو گھنٹہ تقریباً بحث ہو چکی ہیں تمام جواب دہ آچکے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ میں اپنی رولنگ دوں وہ بعد کی بات ہے تشریف رکھیں جناب میں ذرا موقف سن لوں حکومت کا۔

عبدالرحیم خان مندوخیل۔ جناب والا! یہ بہت اہم مسئلہ ہے کہ واقعی لیکن اس میں صرف ایک رکاوٹ وہ یہ ہے کہ یہ تحریک التواء ایڈمٹ ہو چکا ہے اس لیے رول ۴۷ کے تحت بڑا مسئلہ ہے کل کے لیے اگر رکھ دیا جائے پھر اس پہ بحث ہو یا نہ لیکن اس وقت

رول ۴۷ کے (a) sub rule اس میں یہ ہے Not more than one such motionshall be admitted on any one day یعنی ایک چونکہ ایڈمٹ ہو گیا ہے اس لیے دوسرے کو زیر بحث بھی نہیں لایا جا سکتا ورنہ یہ اہم مسئلہ ہے۔

مولانا امیر زمان (سینیئر وزیر)۔ جناب اسپیکر صاحب اس مسئلے پہ میرے

خیال میں پہلے بہت ہی بحث ہو چکا ہے جس وقت ہم بحث کرتے تھے تو پھر سرور خان صاحب نے کہا تھا فلاں کے ساتھ آپ کی ذاتی دشمنی ہے میرے خیال میں رولز کے مطابق اس پر بحث نہیں ہو سکتا ہے اور گورنمنٹ کے طرف سے میں دو باتوں کا وضاحت کروں گا چیف کمشنر افغان رفیوجیز افغانستان کے لیے پرمٹ جاری کر دی تھی اور وہ یہاں کونٹہ سے خرید کے وہاں افغانستان لے جاتے تھے اس پر ہم نے بالکل پابندی لگا دی ہے اس وقت بھی اس پر بالکل پابندی ہے افغان رفیوجیز کے کمشنر کوئی بھی پرمٹ اور خصوصی کونٹہ جاری نہیں کر سکتا ہے نمبر دو ڈی سی قلعہ عبداللہ اور ڈی سی چاغی سرحدی علاقوں کے پرمٹ جاری کرتے تھے وہ تو نہ ہونے کے برابر ہے یعنی صرف وہ ضرورت کے مطابق اس علاقے کے لیے دیتے ہیں پہلے سرحدی علاقوں کے وہ جو راستے ہیں وہاں پہ سمگلنگ ہوتی تھی اب وہاں پہ ایف سی پولیس لیویز کو بالکل چوکس کیا گیا ہے اگر کئی بھی ہوا یہ سرور خان صاحب پروف لائے ہم اسی وقت ان شاء اللہ کارروائی کریں گے ایسا نہیں کہ اخبار میں بیان آ جاتے ہیں کہ ڈی سی سمگلنگ کرتے ہیں اور کوئی بااثر شخص سے چٹ لے کر سمگلنگ کرتے ہیں پھر دوسرے دن بیان آ جاتی ہے کہ میں اس بیان سے پشیمان ہوں نہیں اس طرح نہ ہو۔ لیکن اس طرح باقاعدہ پروف دے کر ہم قانونی کارروائی کریں گے اسپیشل کوڈ اسپیشل پرمٹ یہ بالکل صوبائی حکومت نے ختم کیا ہے اس وقت کسی کے ساتھ اسپیشل کوڈ کی پرمٹ نہیں ہے اگر کسی کے ساتھ کچھلے حکومت کے ہوئے ہیں اور وہ بحث میں بھی آگئے ہیں جو ہم نے کہا تھا اتنے لاکھ یوری اور اتنے پیسے اور اتنے گندم گئے ہیں کچھلے گورنمنٹ میں ہوئی ہے لیکن موجودہ گورنمنٹ کے توسط سے کوئی اسپیشل کوڈ کا کوئی پرمٹ جاری نہیں ہوا ہے اور نہ ہم نے کیا ہے اگر کوئی پروف ہے تو لائے تو میں کہتا ہوں کہ پروف لائے لیکن اس طرح نہ ہو کہ ایک دن بیان دے اور دوسرے دن پشیمان ہو۔

مولانا عبدالواسع۔ جناب اسپیکر صاحب نے تو وضاحت کر لیا میرے خیال میں یہ پوری اہمیت کا مسئلہ ہے اور جیسے جسٹس صاحب نے یا رحیم مندوخیل صاحب نے

فرمایا کہ اس پر بحث ہو چکا ہے میرے خیال یہ افغان سفیر کا جو بیان آچکا ہے اس کے بعد ہم اس پر غور کرنے کے قابل ہو گئے کیونکہ اب تک جو گندم لے جا رہا ہے افغانستان کے نام پر افغانستان وہاں سمگلنگ کرنے کے لیے اب جب کہ افغان سفیر کا بیان یا ہے تو میرے خیال میں صوبائی حکومت ہمارے مرکزی حکومت افغانستان کے حکومت سے بیٹھ کر کے یہ طے کرے کہ افغانستان کے لوگوں کے لیے کتنا ضرورت ہے اور کتنے لے جا سکتے تھے لیکن یہ ترکمانستان وغیرہ جو جنوبی ایشیا کے ممالک کے لیے لے جا رہا ہے تو جناب اسپیکر یہ ہمارے لیے مسئلہ ہے اگر چیف فیسر صاحب یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بند کیا ہوا ہے لیکن میرے خیال میں ابھی تک نہ بند ہوا ہے نہ کوئی بند کر سکتا ہے۔

جناب اسپیکر۔ جناب اسپیکر آپ تشریف رکھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

بسم اللہ خان کاکڑ۔ جناب اسپیکر۔ سینیئر وزیر نے کہا کہ افغان رفیو جیز۔ کون

پرٹ جاری کرتا ہے اور نہ اب ڈی سی کسی کو پرٹ جاری کرتے ہیں۔ میں صرف ان کو کہتا ہوں کہ رات کو گیارہ بجے تک سوڑک جاتے ہیں۔ یہ بتایا جائے کہ یہ سوڑک کہاں جاتے ہیں۔ میں روزانہ دیکھتا ہوں۔ سوڑک روزانہ جاتے ہیں میں مولانا صاحب اگر آپ ثبوت مانگتے ہیں میں ڈیٹی جاتا ہوں ثبوت دیتا ہوں کہ میں ڈیٹی دیکھتا ہوں۔

مولانا امیر زمان (سینیئر وزیر)۔ وہ خود حکومت میں شامل ہیں وہ خود گاڑی کو پکڑ لیں اور پرٹ کو کینسل کر دیں۔

جناب اسپیکر۔ چھوڑیں جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ جناب اسپیکر میں مزید وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو

انہوں نے جواب دیا ہے۔ اب میری باری ہے ان کے جواب کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ہمارے اس قانون کے تحت اور مندوخیل صاحب نے فرمایا کہ اس تحریک التواء کا کوئی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ پہلے ڈسکس بھی ہو چکا ہے۔

مجھے یاد ہے ان کی تحریک التواء ۱۰۸ء کو اخبار میں آیا تھا اور دس تاریخ کو انہوں نے یہ پیش نہیں کی۔ لیکن میرا یہ پوائینٹ ٹھیک ہے۔ میں نے اس کی اس وقت بلوچستان کے لوگوں کے مفاد کی خاطر مخالفت نہیں کی۔

میر محمد علی رند۔ (وزیر خوراک)۔ جناب اس کا مقصد یہ ہے کہ روزانہ ہزار پر مٹ دے دیں ہم نہیں دیتے۔ اس لئے یہ اس کا داویلا کر رہا ہے۔

جناب اسپیکر۔ میر صاحب پلزی آپ تشریف رکھیں۔

ملک محمد سرور خان کاکڑ۔ جناب وزیر پر مٹ دے تاکہ لوگوں کا الجھن ختم ہو جائے۔ دو سو ٹرک رات کو چن جاتے ہیں کیسے جاتے ہیں یعنی اگر اس اہم مسئلے پر ایوان کو اعتماد میں نہیں لیں گے اور اس بحث کرنے کا موقع نہیں دیں گے تو یہ کیسے ہو گا۔ (ماتیک بند)۔

جناب اسپیکر۔ کاکڑ صاحب تشریف رکھیں۔

میر جان محمد خان جمالی۔ منصوبہ بندی ہو جہاں سے گندم خریدی جا رہی ہے۔ میں صرف آپ کے نوٹس میں ایک چیز لانا چاہتا ہوں جہاں سے گندم خریدی جا رہی ہے۔

سرور محمد اختر منگل۔ (قائد ایوان)۔ جناب پوائینٹ آف آرڈر۔ جس طرح کہ مندو خیل صاحب نے فرمایا اس وقت جب تحریک الواء ایڈمٹ ہو جاتی ہے۔ تو پھر اس پر بحث ہوتی ہے۔ جو ڈفر ہوگی دوسرے دن کے لئے آپ محرک کو پڑھنے کی اجازت بھی نہیں دیتے۔ وہ ڈفر ہو گئی ہیں حیران ہوں آپ نے اس کو پڑھنے کی اجازت دی۔

جناب اسپیکر۔ (روٹنگ)

گندم اور آنے کی تحریک پر اس سے پہلے چھ مئی ۱۹۴۲ء کو تحریک التواء نمبر ۲ پر کافی بحث ہو چکی تھی اس لئے مزید ضرورت نہیں ہے۔ اور قواعد کے مطابق میں سمجھتا ہوں اس کی ضرورت نہیں۔ میں اس کو قاعدہ ۴۲۔ (۲) کے تحت مسترد کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر۔ اگلی تحریک ایوان کی مجالس کے بارے میں تھی آپ سے میں نے

قائد ایوان سے گزارش کی تھی کہ اس پر کیا فیصلہ وہ کر رہے ہیں۔

مولانا امیر زمان (سینیئر وزیر)۔ جناب ہم اس تحریک کو واپس لیتے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ چیئرمین آپ سے جمالی صاحب سے اور کاکڑ صاحب سے بھی بات ہوئی تھی۔ تحریک واپس لے لی گئی شکر یہ۔

سرور محمد اختر میننگل (قائد ایوان)۔ جناب اسپیکر اپوزیشن کے دوستوں

سے بھی اس سلسلے میں ہماری بات ہوئی تھی کہ ہم چاہتے ہیں کہ ان کو بھی اعتماد میں لے کر چلنے کی کوشش کریں۔ وہ کتنا ہم پر اعتماد کرتے ہیں نہیں کرتے یہ ان کی اپنی سوچ ہے اب ان سے گزارش ہے کہ وہ اپنے رکن ٹائٹ کریں۔ قائد حزب اختلاف چن لیں۔ آسانی ہوگی۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ہم نے گزشتہ اپوزیشن میں عین اپوزیشن لیڈر بدلے تھے۔ میں نے پہلے کہا آپ کو وہاں پر عادت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگ منتخب نہیں کر سکتے۔ ہم آپ کو کر دیتے ہیں۔

جناب اسپیکر۔ جیسا کہ قائد ایوان صاحب نے فرمایا میں آپ سب معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ ہمارے اس اسمبلی کی کارروائی کے لئے قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کا ہونا لازمی ہے۔

تو اس میں گزارش کروں گا۔ کہ وہ قائد حزب اختلاف کا انتخاب جلدی کر لیں تاکہ ہماری کارروائی smooth طریقے سے چل سکے۔

جناب اسپیکر۔ اب مورخہ ۸ مئی ۹۷ کو باضابطہ قرار شدہ تحریک التواء نمبر ۱۳۔ منجانب شیخ جعفر خان مندوخیل بابت ناقص تعمیر چھپر روڈ پر دو گھنٹے بحث ہوگی۔ اس میں تقاریر ہوگی۔ محرک ہیں جعفر خان مندوخیل وہ تو نہیں ہے۔ دیگر کس نے بات کرنی ہے۔ تو اس پر کوئی بات کرنے والا نہیں ہے۔ اس کو موخر کر دیں۔

جناب اسپیکر۔ قائد ایوان صاحب کل کے لئے کا وقت مقرر کریں؟
سرور عبدالرحمان کھیتران۔ جناب اسپیکر۔ اس میں تھوڑی سی گزارش ہے

جناب منسٹر صاحب سے کہ صبح کے وقت ہمارے لئے تھوڑا سا مسئلہ ہوتا ہے کہ ہمارے لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ سیکرٹریٹ کا کام ہوتا ہے ادھر ادھر کام ہوتا ہے۔ تو آفس میں کر جاتے ہیں تو ان لوگوں کے لیے رہائش کا مسئلہ ہے غریب لوگ ہیں۔ شام کے وقت اجلاس ہو تو بہتر ہے۔

جناب اسپیکر۔ دیکھیں سردار صاحب اس سے متعلق بات ہوئی ہے۔ کئی ایسے مسائل ہیں۔ دو دن ہمارے باقی رہ گئے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ کافی اس میں کام نکالیں۔ اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۹۷ء گیارہ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اجلاس کی کارروائی پانچ بج کر پینتیس منٹ پر مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۹۷ء صبح گیارہ بجے تک کے لئے ملتوی ہوئی)۔